161

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،31۔ جولائی2013

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ اور نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سوالات

(محکمہ آبکاری و محصولات)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

عام بحث

"مقامی حکومت کے نئے نظام پر عام بحث"

163

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا تیسرا اجلاس

بدھ،31۔ جولائی2013

(یوم الاربعاء،21۔ رمضان المبارک1434ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11بج کر14منٹ پر زیر صدارت جناب قائم مقام سپیکر سردار شیر علی گورچانی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا ؕ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا
مَا اكْتَسَبَتْ ؕ رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَاۤ اِنْ نَّسِيْنَاۤ اَوْ اَخْطَاْنَا ۚ
رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَاۤ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ
مِنْ قَبْلِنَا ۚ رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ ۚ
وَاعْفُ عَنَّا ٚ وَاغْفِرْ لَنَا ٚ وَارْحَمْنَا ٚ اَنْتَ مَوْلٰىنَا
فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۲۸۶﴾

سُوۡرَةُ البَقَرَة آیت 286

اللہ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ اچھے کام کرے گا تو اس کو ان کا فائدہ ملے گا بُرے کرے گا تو اسے ان کا نقصان پہنچے گا۔ اے پروردگار اگر ہم سے بھول یا چُوک ہو گئی ہو تو ہم سے مؤاخذہ نہ کیجیو۔ اے پروردگار ہم پر ایسا بوجھ نہ ڈالیو جیسا تو نے ہم سے پہلے لوگوں پر ڈالا تھا اے پروردگار جتنا بوجھ اٹھانے کی ہم میں طاقت نہیں اتنا ہمارے سر پر نہ رکھیو اور (اے پروردگار) ہمارے گناہوں سے درگزر کر اور ہمیں بخش دے اور ہم پر رحم فرما تو ہی ہمارا مالک ہے اور ہم کو کافروں پر غالب فرما۔ (286)

وماعلینا الاالبلاغo

نعت رسول مقبول ﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبول ﷺ

مجھے در پہ پھر بلانا مدنی مدینے والے
مئے عشق بھی پلانا مدنی مدینے والے
تیری جبکہ دید ہو گی تبھی میری عید ہو گی
میرے خواب میں تم آنا مدنی مدینے والے
ہمیں در پہ پھر بلانا مدنی مدینے والے
یہ کرم بڑا کرم ہے تیرے ہاتھ میں بھرم ہے
سرِ حشر بخشوانا مدنی مدینے والے
ہمیں در پہ پھر بلانا مدنی مدینے والے
میری آنے والی نسلیں تیرے عشق میں ہی مچلیں
انہیں نیک تم بنانا مدنی مدینے والے
ہمیں در پہ پھر بلانا مدنی مدینے والے

جناب قائم مقام سپیکر: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

رانا محمد ارشد: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا محمد ارشد!

رانا محمد ارشد: جناب سپیکر! میں آج آپ کو اور اس معزز ایوان کو جناب ممنون حسین صاحب کے الیکشن جیتنے پر مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ جمہوریت کا تسلسل ہے کہ پہلے صدر نے پانچ سال کا وقت پورا کیا ہے اور نئے صدر کا جمہوری طریقے سے process ہوا ہے۔ میں PTI کے candidates کو بھی خراج تحسین پیش کرتا ہوں جنہوں نے اس جمہوری عمل میں حصہ لیا اور اچھی activity دکھائی۔ انہوں نے مسلم لیگ (ن) کی بنیادی رکنیت سے resign کر دیا ہے۔ وہ مسلم لیگ سے بالاتر ہو کر پاکستان کی اٹھارہ کروڑ عوام کے حقوق کی ترجمانی کرنے والے صدر بنیں گے۔

جناب قائم مقام سپیکر: جیسا کہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ میں فیصلہ ہوا تھا کہ آج کے اجلاس میں بھی مقامی حکومت کے نظام پر عام بحث ہو گی اس کے علاوہ کوئی اور کارروائی نہیں ہو گی لہٰذا اس سے پہلے کہ عام بحث شروع کی جائے قواعد کے تقاضے پورے کرنے کے لئے میں لاء منسٹر سے گزارش کروں گا کہ وہ قواعد کی معطلی کی تحریک پیش کریں۔

مقامی حکومت کے نئے نظام پر بحث کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 42، قاعدہ 71، قاعدہ 84 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے نئے لوکل گورنمنٹ سسٹم پر براہ راست عام بحث کی اجازت دی جائے۔"

جناب قائم مقام سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 42، قاعدہ 71، قاعدہ 84 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے نئے لوکل گورنمنٹ سسٹم پر براہ راست عام بحث کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ42، قاعدہ 71، قاعدہ 84 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے نئے لوکل گورنمنٹ سسٹم پر براہ راست عام بحث کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

قواعد معطل ہونے کی وجہ سے وقفہ سوالات نہ ہوا اس لئے تمام نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ایوان کی میز پر رکھے گئے

سوالات

(محکمہ آبکاری و محصولات)

لاہور: ہوٹلوں میں شراب کا کوٹا و دیگر تفصیلات

*354: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں موجود بڑے ہوٹلوں میں شراب کا کوٹا مقرر ہوتا ہے اگر ہاں تو لاہور کے ان ہوٹلوں کے نام اور ان کے کوٹا کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہوٹلوں میں serve کی جانے والی شراب کا لیبارٹری ٹیسٹ بھی کیا جاتا ہے اگر ہاں تو کس لیبارٹری میں کیا جاتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہوٹلوں میں شراب کوٹا کے مطابق آتی ہے اور امپورٹڈ شراب غیر قانونی طریقے سے آتی ہے اور حکومت پنجاب کو ایکسائز ڈیوٹی کی مد میں کروڑوں روپے کا نقصان پہنچایا جا رہا ہے؟

(د) اگر جز(ج) کا جواب اثبات میں ہے تو امپورٹڈ شراب کی غیر قانونی درآمد کو کس طرح روکا جاتا ہے، تفصیل سے آگاہ کیا جائے اگر نہیں روکا جاتا تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) لاہور میں صرف چار ہوٹلوں یعنی پرل کانٹینینٹل ہوٹل، آواری ہوٹل، ہاسپیٹیبلٹی ان اور ایمبیسیڈر ہوٹل کے پاس شراب کی فروخت کا لائسنس موجود ہے لیکن شراب کا کوئی کوٹا مقرر نہ ہے۔ بلکہ پرمٹ ہولڈرز کی تعداد اور مقرر کردہ مقدار کے مطابق شراب منگواتے ہیں۔

(ب) جس بریوری یا ڈسٹلری میں شراب تیار ہوتی ہے وہاں اس کا لیبارٹری ٹیسٹ کیا جاتا ہے۔

(ج) لائسنس یافتہ ہوٹلوں میں شراب کی فروخت کے لئے کوئی کوٹا مقرر نہ ہے۔ ان ہوٹلوں میں صرف ملکی تیار شدہ برانڈز (PMFL/BEER) ہی فروخت کی جاتی ہے ان کی فروخت پر (Still Head Duty) اور ایکسائز ڈیوٹی (Vend Fee) کی صورت میں وصول کی جاتی ہے۔ امپورٹڈ شراب مذکورہ ہوٹلوں میں فروخت نہ ہوتی ہے۔ ایکسائز ڈیوٹی شراب کی فروخت کے مطابق وصول کی جاتی ہے لہذا اس میں نقصان کا کوئی سوال نہ ہے۔

(د) جز (ج) کا جواب مثبت نہ ہے جیسا کہ جز (ج) کے جواب میں اس کی وضاحت کر دی گئی ہے۔

لاہور: جم خانہ میں دی جانے والی شراب پر ایکسائز ڈیوٹی و دیگر تفصیلات

*357: محترمہ عائشہ جاوید: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جم خانہ لاہور میں serve کی جانے والی شراب پر ایکسائز ڈیوٹی وصول کی جاتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جم خانہ لاہور میں لوکل اور امپورٹڈ شراب serve کی جاتی ہے؟

(ج) جم خانہ لاہور میں لوکل شراب اور امپورٹڈ شراب کا کوٹا کتنا ہے نیز لوکل شراب اور امپورٹڈ شراب پر کس تناسب سے ایکسائز ڈیوٹی وصول کی جاتی ہے؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) لاہور جم خانہ کلب کے پاس چونکہ شراب کی فروخت کا لائسنس (L-2) ہے اور نہ ہی اسے شراب فروخت کرنے کی اجازت ہے لہذا ایکسائز ڈیوٹی وصول کرنے کا سوال پیدا نہ ہوتا ہے۔

(ب) محکمہ کے علم کے مطابق یہ درست نہ ہے۔

(ج) جز(الف)اور(ب)میں اس کی وضاحت کر دی گئی ہے۔تاہم لوکل شراب پر -/225 روپے فی بوتل (کوارٹ"775 ml)اور بیئر کے ڈبہ پر32.50روپے vend fee وصول کی جاتی ہے۔نیز امپورٹڈ شراب چونکہ بیچنے کی اجازت نہ ہے لہذا اس پر ڈیوٹی کی وصولی خارج ازامکان ہے۔

ضلع شیخوپورہ: پراپرٹی ٹیکس کی وصولی ودیگر تفصیلات

*474:جناب فیضان خالد ورک:کیاوزیرآبکاری ومحصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع شیخوپورہ میں پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کے لئے کتنے ملازمین کام کررہے ہیں؟

(ب) ان ملازمین میں سے کن کن کے خلاف کس کس بناء پر محکمانہ کارروائی ہورہی ہے؟

(ج) کن کن ملازمین کے خلاف پراپرٹی ٹیکس کی زیادہ وصولی یاناجائز پراپرٹی ٹیکس ڈالنے کی شکایات ہیں، تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیرآبکاری ومحصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمن):

(الف) ضلع شیخورہ میں پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کے لئے 1ای ٹی او،2اے ای ٹی او،14انسپکٹران، 9جونیئر کلرک اور14کانسٹیبل کام کررہے ہیں۔

(ب) کسی کے خلاف کوئی کارروائی نہ ہورہی ہے۔

(ج) کسی کے خلاف کوئی کارروائی ہورہی ہے اور نہ ہی کوئی شکایت ہے۔

ضلع شیخوپورہ: ملازمین کی تعداد ودیگر تفصیلات

*475:جناب فیضان خالد ورک:کیاوزیرآبکاری ومحصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع شیخوپورہ محکمہ ایکسائز موٹر رجسٹریشن برانچ میں کتنے ملازمین کام کررہے ہیں؟

(ب) ان میں سے کتنے ملازمین کے خلاف کس کس بناء پر محکمانہ کارروائی ہورہی ہے ان کے نام، عہدہ اور گریڈ سے آگاہ کریں؟

(ج) کتنے ملازمین کے خلاف جعل سازی سے گاڑیاں رجسٹرڈ کرنے کی شکایات ہیں، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

وزیرآبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع شیخوپورہ میں محکمہ ایکسائز موٹر برانچ میں2انسپکٹران،2ڈیٹا انٹری آپریٹر،2جونیئر کلرک /ایم ٹی سی اور ایک کانسٹیبل کام کر رہے ہیں۔

(ب) رضا احمد ڈیٹا انٹری آپریٹر کے خلاف لائف ٹائم ٹوکن ٹیکس پر محکمانہ کارروائی ہو رہی ہے جس میں ای ٹی او ننکانہ انکوائری آفیسر ہیں۔

(ج) کسی کے خلاف کوئی شکایت نہ ہے۔

ضلع راولپنڈی: پراپرٹی ٹیکس کی مد میں وصولی و دیگر تفصیلات

*575: جناب اعجاز خان: کیا وزیر آبکاری و محصولات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع راولپنڈی میں مالی سال13-2012 کے دوران پراپرٹی ٹیکس کی مد میں جو رقم اکٹھی ہوئی اس کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

(ب) ضلع راولپنڈی کو پراپرٹی ٹیکس کے لئے کتنے زونز میں تقسیم کیا گیا ہے ان کے دفاتر کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ج) اس سال کے دوران پراپرٹی ٹیکس کی وصولی کا ٹارگٹ کتنا تھا اور کیا ٹارگٹ سے کم آمدن ہوئی یا زیادہ؟

(د) ان سالوں کے دوران کن کن ملازمین کے خلاف پراپرٹی ٹیکس کی غلط وصولی پر کارروائی ہوئی، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ بتائیں؟

(ہ) مذکورہ سال کے دوران پراپرٹی ٹیکس کس شرح سے فی مرلہ وصولی کی گئی، کم از کم کتنے مرلے پراپرٹی ٹیکس وصول کیا گیا؟

وزیرآبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ضلع راولپنڈی میں مالی سال13-2012 کے دوران پراپرٹی ٹیکس کی مد میں 52,56,61,426/-روپے وصول کئے گئے۔

(ب) ضلع راولپنڈی کو پراپرٹی ٹیکس کے لئے چار زونز میں تقسیم کیا گیا جن کے دفاتر مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفس 22 سول لائنز راولپنڈی

2۔ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن سب آفس مین بازار گوجر خان

3۔ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن سب آفس فیصل شہید روڈ ٹیکسلا
4۔ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن سب آفس جھیکا گلی مری

(ج) پراپرٹی ٹیکس کا ٹارگٹ مبلغ۔/84,16,60,753روپے تھا اس ٹارگٹ سے مبلغ ۔/3,15,999,327روپے کم وصول ہوئے۔ٹوٹل وصولی ٹارگٹ کا62.5فیصد ہے۔

(د) اس سال کے دوران کسی بھی ملازم کے خلاف پراپرٹی ٹیکس غلط وصول کرنے پر کوئی کارروائی نہ ہوئی۔

(ہ) اس سال کے دوران پراپرٹی ٹیکس گورنمنٹ کے منظور شدہ شرح کے مطابق وصول کیا گیا۔ رہائشی مکانات 5مرلے سے زیادہ اور تمام کمرشل جائیدادوں پر وصول کیا گیا جس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

کیٹیگری	کمرشل مربع گز+مربع فٹ	رہائشی مربع گز+مربع فٹ
A	۔/12روپے	۔/4روپے
B	۔/8روپے	۔/3روپے
C	۔/7روپے	۔/2.50روپے
D	۔/5روپے	۔/2روپے
E	۔/4روپے	۔/1.50روپے

راولپنڈی: ڈائریکٹر ایکسائز کو فراہم کی گئی رقم و دیگر تفصیلات

*576: جناب اعجاز خان: کیا وزیر آبکاری و محصولات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) دفتر ڈائریکٹر ایکسائز راولپنڈی میں مالی سال13۔2012 کے دوران کتنی رقم سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے/ڈی اے پر خرچ ہوئی؟

(ب) کتنی رقم یوٹیلٹی بلز کی ادائیگی پر خرچ ہوئی؟

(ج) کتنی رقم ڈائریکٹر کے دفتر کی تزئین و آرائش پر خرچ ہوئی؟

(د) کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول پر خرچ ہوئی؟

وزیر آبکاری و محصولات (میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن):

(الف) ڈائریکٹر ایکسائز راولپنڈی نے مالی سال13۔2012 کے دوران ملازمین کی تنخواہوں میں مبلغ۔/310,5120روپے اور ٹی اے/ڈی اے کی مد میں مبلغ۔/68,072روپے خرچ ہوئے۔

(ب) ڈائریکٹر آفس کے ٹیلی فون بل کی مد میں مبلغ۔/82,693 روپے اور فیکس کی مد میں ۔/32,586 روپے خرچ ہوئے بجلی اور گیس کے میٹر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفس اور ڈائریکٹر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفس ایک ہی بلڈنگ ہونے کی وجہ سے ایک ہی میٹر استعمال ہو رہا ہے۔

(ج) ڈائریکٹر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن آفس کی تزئین و آرائش میں فرنیچر کی مرمت میں مبلغ ۔/24,450 روپے خرچ ہوئے محکمہ بلڈنگ تمام بلڈنگ کی ریپئرنگ اور دیکھ بھال کا کام خود کرتی ہے اور ان کا عملہ جس میں ان کا عملہ فور مین پلمبر، الیکٹریشن دفتر اوقات میں دفتر میں موجود رہتے ہیں۔

(د) ڈائریکٹر ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن کے زیر استعمال ایک ہی گاڑی ہے جس کی ریپئرنگ پر مبلغ ۔/60,000 روپے خرچ آئے اور پٹرول کی مد میں مبلغ۔/184,000 روپے خرچ ہوئے۔

سرکاری کارروائی

بحث

مقامی حکومت کے نئے نظام پر عام بحث

(---جاری)

جناب قائم مقام سپیکر: اب ہم نئے لوکل گورنمنٹ سسٹم پر عام بحث کا آغاز کرتے ہیں۔ بحث کا آغاز 29۔ جولائی 2013 کو ہوا تھا آج بھی بحث جاری رہے گی۔ جو ممبران بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے نام سیکرٹری اسمبلی کو بھجوا دیں۔ محترمہ! کیا آپ کا پوائنٹ آف آرڈر ہے؟

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! مجھے نہیں پتا کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے یا تحریک التوائے کار ہے یہ صرف انسانیت کا بہت اہم issue ہے جو میرے خیال میں یہاں بیٹھا ہوا کوئی بھی شخص اس سے اختلاف نہیں کرے گا اور نہ ہی یہ اس معزز ایوان کے وقت کا ضیاع ہے۔ ہم سب یہاں آتے ہیں ٹھنڈے کمروں میں بیٹھ کر فیصلے کرتے ہیں لیکن ہمارا ذاتی سٹاف ہمارے ڈرائیور اس شدید گرمی میں میدان حشر کی طرح کے میدان میں بیٹھے ہوتے ہیں۔ ان کے لئے وہاں پر proper بیٹھنے کی جگہ ہے اور نہ ہوا کا انتظام ہے---

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! گزارش یہ ہے کہ ان کے لئے وہاں پر ٹینٹ بھی لگا دیئے گئے ہیں، کرسیاں بھی دی گئی ہیں---

محترمہ سعدیہ سہیل رانا: جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے لاء منسٹر سے ایک request کرنا چاہتی ہوں کہ اگر ہم وہاں مستقل کمرہ بنا دیں اور موسم کے حساب سے ان کو facilities دے دیں تو یہ انسانیت کی ہی بھلائی ہو گی۔

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! یہ ہم نے ایک کمیٹی کے ذمہ لگایا ہوا ہے وہ اس کی proposal بنا رہی ہے اور اس پر انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد فیصلہ کیا جائے گا۔ اب میں محترمہ حنا بٹ صاحبہ کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ بحث کریں۔

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! آپ کا بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے لوکل گورنمنٹ بل 2013 پر بولنے کا موقع دیا۔ سب سے پہلے تو I want to congratulate Mamnoon Hussain on becoming the President of Pakistan. لوکل گورنمنٹ 2013 کا بل بہت important ہے کیونکہ اس کے ذریعے first power is dissolved into the masses میں اس کو highlight کرنا بہت important سمجھتی ہوں اور اس وجہ سے اسمبلی کی چار دن کی کارروائی کو ختم کر کے اس پر عام بحث کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ سپیشل کمیٹی جو چار دن سے بیٹھ رہی ہے اور وہاں open House ہے وہاں اپوزیشن ممبران نے بھی اپنی تجاویز دی ہیں۔ اس سے جو چیزیں نکلی ہیں وہ میں آپ کے سامنے highlight کروں گی۔ سب سے پہلے یہ ہے کہ ہمارے ملک کی بدقسمتی یہ رہی ہے کہ جو بھی ڈکٹیٹر آتا ہے وہ سب سے پہلے لوکل گورنمنٹ سسٹم کو ختم کر دیتا ہے۔ جب مشرف آیا تو اس نے پہلی دفعہ Think Tank was dissolved قوم کو تقسیم کر دیا، fragmentation of power اور اس نے political parties کو damage کیا۔ For example کہ انہوں نے ناظم اور نائب ناظم کو اتنے زیادہ اختیارات دے دیئے جس کی وجہ سے بہت زیادہ کرپشن ہوئی۔ تحصیل اور ڈسٹرکٹ اتھارٹیوں کو above the capabilities and above the capacities powers دی گئیں جس کی وجہ سے Schemes like the housing schemes they came into power after nine years۔ نو سال کے بعد جب ان کا آڈٹ ہوا تو پھر پتا چلا کہ کیا کیا کرپشن ہوئی ہے۔ یونین کونسل جس کو power دینی چاہئے تھی اس کو کم سے کم power دی گئی۔ Now the things which have been proposed by the committee اور جو ڈرافٹ میں آئی ہیں اس نے make sure کیا ہے کہ all the clauses جو

پہلے تھیں ان کو ختم کیا جائے۔سب سے اچھی چیز یہ ہے کہ اس میں accountability بہت زیادہ ہے اور چیک اینڈ بیلنس ہے۔
For that purpose the Auditor General of Pakistan will do the audit regularly which will be presented to the Punjab Public Accounts Committee and in the Punjab Assembly

اس سے بڑا اچھا چیک اینڈ بیلنس ہو گا۔
Not only that the Provincial Government Commission is established there was the missing link between the Government and Local Body. This Provincial Government Commission will act as the link. It will do regular inspections and it will do the audit of the Local Government and it will provide reports to the Government.

اس کے through جو missing channel تھا وہ resume ہو گا۔ایک بات جو ہم نے سپیشل کمیٹی میں بہت زیادہ کی وہ تھی۔
Composition of the Union Council. So initially it was like the five members of the Union Council.

لیکن اب جو proposition ہے
That at least eight members should be part of the Union Council.
اس سے سب کی صحیح representation ہو گی۔اس کے علاوہ ہماری suggestion تھی کہ جنرل سیٹ پر زیادہ سے زیادہ خواتین آئیں یا at least two special seats women کو دی جائیں تاکہ خواتین کی appropriate representation ہو۔Minorities کی ایک سیٹ جو initially پہلے پانچ سو کی population پر تھی now it has been cut to 150 کہ اگر 150 کی population ہو گی تو Minority کو ایک سیٹ ملے گی۔ یہ بڑی اچھی recommendation ہے اور اس کو consider کیا جارہا ہے۔ایک اہم چیز یہ ہے کہ جتنا powerful یونین کونسل ہو گا اتنا ہی زیادہ عوام کے مسائل حل ہوں گے اس وجہ سے Union Council کو social welfare کا کام دیا جارہا ہے۔ جیسے measles کا outbreak ہے یا last year ڈینگی آیا اس کے علاوہ بچوں اور عورتوں کی صحت کے تمام معاملات will be done۔سوشل ویلفیئر کا کام یونین کونسل کی سطح پر ہو گا اور ڈویلپمنٹ کا کام upper level پر ہو گا۔ فنانس کمیشن جو establish کیا گیا ہے It will make sure کہ

adequate fund کی allocation between the urban and rural areas ہو اس کے علاوہ ایک اور suggestion یہ تھی کہ:

Like Union Councils which are established in the villages there should be City Councils which should be established here.

اور ان کو power دی جائے تاکہ لوگوں کے مسئلے حل ہو سکیں۔

Another very important thing which is a part of the draft of the Local Government Bill 2013 is the "Punchayat System"

کیونکہ رورل ایریا میں لوگوں کو یہی پریشانی ہوتی ہے کہ پولیس والے رپورٹ درج نہیں کر رہے ہوتے یا جو کورٹس میں pending cases ہیں ان پر فیصلہ نہیں ہو رہا ہوتا، so جو پنچایت سسٹم ہے۔

That will provide speedy justice to the people of the villages.

لاہور کے علاوہ باقی بڑے شہروں کو بھی میٹروپولیٹن کا درجہ مل رہا ہے۔ ٹاؤن کمیٹی ابھی under consideration ہے۔ Most probably the tiers of the Town Committee will be cancelled. اور میونسپل کمیٹی population forty thousand سے اوپر start ہو جائے گی۔ اس کے علاوہ

> The one thing which I personally recommend is that on the lower level the election should be on non-party basis because at the lower level the person who is there for the welfare of the society he should be chosen. No matter which party he belongs to. A person who is there to work for the people he should be chosen. At the upper level, party basis is important because they need to know the manifesto and agenda of the party. Lastly, I would like to thank Rana Sana Ullah who has been giving so much time that yesterday he continuously sat for 5 hours. He welcomed the Opposition, women and every member. There was a participation of about 40-50 members to give their consent. This is the first time that

suggestions are being sought from every one and that's how the work is being done on the draft. Thank you.

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر!۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، رانا صاحب فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں آپ کی اجازت سے ایوان کے معزز ممبران کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ جنہوں نے سپیشل کمیٹی کی میٹنگ میں participate کیا اور جو معزز ممبران اب تک وقت نہیں نکال سکے میں ان سے گزارش کروں گا کہ وہ آج یا کل ٹائم نکالیں کیونکہ کافی دوستوں کی یہ رائے ہے کہ کل اجلاس next week کو adjourn کر دیا جائے یا پھر prorogue کر دیا جائے کیونکہ پرسوں جمعتہ المبارک کا دن ہے اور خیال یہ کیا جاتا ہے کہ جمعتہ الوداع یہی جمعہ ہوگا۔ اس Bill کے حوالے سے دو دن سپیشل کمیٹی کی میٹنگ ہوئی ہے اور پرسوں کی میٹنگ میں تقریباً 43 معزز ممبران نے کمیٹی کے ممبران کے علاوہ شرکت کی اور کل تقریباً 52 معزز ممبران نے وہاں آکر میٹنگ میں participate کیا اور اپنی تجاویز دیں۔ اس میں جو گفتگو ہوئی ہے یا معاملہ جس طرف consensus ہونے جا رہا ہے میں اس کے متعلق ایوان کو تھوڑا سا brief کر دوں تاکہ معزز ممبران کی آراء اس کے مطابق آئیں اور ہمیں اس سے زیادہ سے زیادہ رہنمائی ملے۔ وہاں پر دیہات میں village council اور شہروں میں city council کا نام دینے کی بھی تجویز ہے، اس وقت وہاں بات ہو رہی ہے کہ جو ایک یونین کونسل کا tier ہے اس tier کو ڈسٹرکٹ کونسل، کارپوریشن اور میٹروپولیٹن کی جگہ پر برقرار رکھا جائے کیونکہ میونسپل کارپوریشن اور میٹروپولیٹن کارپوریشن میں شہروں کی آبادی اتنی زیادہ ہے کہ اگر آپ سنگل وارڈ حلقہ بنائیں گے تو پھر پورے شہر کو بہتر انداز میں cover کرنے کے لئے ایوان اتنا بڑا ہو جاتا ہے کہ ایوان کے ممبران کی تعداد ساڑھے تین سو یا چار سو کے قریب پہنچ جاتی ہے جو کہ معزز ممبران کی اکثریت کا خیال ہے کہ وہ unmanageable ہے۔ اس لئے شہروں اور دیہات میں villages council کا جو tier ہے اُسے برقرار رکھا جائے۔ اسی طرح سے میونسپل کمیٹی یا ٹاؤن کمیٹی ایک بڑی یونین کونسل کی مانند ہوتی ہیں کیونکہ بعض میونسپل کمیٹیز ایسی ہیں جن کا دو یا تین یونین کونسل کے برابر کا ایریا ہے اس لئے وہاں پر سنگل وارڈ حلقہ رکھا جائے۔ ان کو نمائندگی اسی طرح سے دی جائے کیونکہ اگر وہ دو یونین کونسل یا چار یونین کونسل کا شہر ہے اور ایک یونین کونسل میں دس ممبران ہیں تو وہاں پر چالیس ممبران کا ایوان بن جائے اور وہ اپنا چیئرمین اور وائس چیئرمین منتخب کر لیں۔ مزید

یونین کونسل کے متعلق یہ رائے ہے کہ وہاں پر کم از کم 7 یا 9 ممبران براہ راست elect ہوں اور اس کے بعد ایک سیٹ خواتین، ایک سیٹ minority، ایک سیٹ کسان یا شہروں میں لیبرز کلاس کے لئے ہو۔ جب بعد میں ہماری معزز خواتین ممبران نے وہاں پر شرکت کی توان کی طرف سے یہ بڑا مطالبہ تھا اور عورت فاؤنڈیشن والوں نے بھی لیٹر بھیجا ہے کہ خواتین ممبران کی تعداد ایک سے بڑھا کر دو کر دیں بہر حال ابھی اس پر کوئی فیصلہ تو نہیں ہوا۔ یہ تجویز ہے کہ یونین کونسل میں 7 یا 9 لوگ براہ راست elect ہوں اور اس کے بعد یہ لوگ ایک خاتون، ایک کسان اور ایک minority کو elect کریں۔ اسی طرح ایک یونین کونسل کا 11 یا 13 ممبران کا ایوان بن جائے۔ اس کے بعد پھر یونین کونسل کے 13 ممبران کا ایوان اپنا چیئرمین اور وائس چیئرمین منتخب کر لیں۔ اس طرح ایک تجویز یہ بھی ہے کہ ایک ممبر اس پوری council villages یا یونین کونسل سے ڈسٹرکٹ کونسل کے لئے براہ راست ووٹوں سے elect ہو اور اسی طرح سٹی کونسل یا یونین کونسل سے براہ راست ایک ممبر کارپوریشن یا میٹروپولیٹن کے لئے elect ہو۔

جناب سپیکر! دوسری تجویز یہ ہے کہ یونین کونسل کا چیئرمین اور وائس چیئرمین joint candidate کے طور پر براہ راست ووٹ لے اور وہ ڈسٹرکٹ کونسل یا میونسپل کارپوریشن یا میٹروپولیٹن کارپوریشن کا ex-officio ممبر بنے۔ اس میں کچھ لوگوں کی رائے یہ بھی ہے کہ یونین کونسل کے دس کے دس ممبران جن میں دو خواتین، ایک لیبر یا کسان، ایک minority اور 7 یا 9 جنرل ممبران کو پوری یونین کونسل سے ووٹ لینے چاہئیں اور ان کو براہ راست ایک ساتھ elect کیا جائے۔ یہ بھی تجویز ہے کہ یہ 13 لوگ براہ راست elect ہوں، ان میں جو سب سے زیادہ ووٹ لے وہ اوپر ڈسٹرکٹ کونسل یا میونسپل کارپوریشن یا میٹروپولیٹن کارپوریشن میں چلا جائے جو second number پر ہو وہ یونین کونسل کا چیئرمین ہو جو تیسرے نمبر پر ہو وہ یونین کونسل کا وائس چیئرمین ہو اور اسی طرح پوری یونین کونسل ایک حلقہ ہو۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ایک تجویز یہ بھی ہے کہ یونین کونسل میں براہ راست elect ہونے والے 7 یا 9 ممبران ہیں تو یونین کونسل کو بھی اتنے وارڈز میں تقسیم کر دیا جائے تاکہ ہر جگہ سے ایک نمائندہ elect ہو۔ اس کے against بھی ایک view آیا ہے انہوں نے کہا ہے کہ اس طرح سے حلقہ بہت چھوٹا ہو جائے گا، لوگوں کا لڑائی جھگڑا ہو گا اور اس سے دشمنیاں بڑھیں گی۔ بہر حال یہ چیز under discussion ہے اس کے علاوہ 50 ہزار سے لے کر 5 لاکھ افراد تک مشتمل میونسپل کمیٹی ہے اور

اگر50ہزار سے نیچے30ہزار کی ایکcompact unitہے تو وہvillages councilنہیں ہو گی بلکہ وہ ٹاؤن کمیٹی ہو گی۔ایک خیال یہ بھی ہے کہ آپ اس تعداد کو30ہزار کے بجائے40ہزار کر دیں اور ٹاؤن کمیٹی کاtierختم کر دیں، میونسپل کمیٹی کو40ہزار سے شروع کر کے اس کو5لاکھ تک لے جائیں اور جو 5لاکھ سے زیادہ آبادی ہو گی وہ پھر میونسپل کارپوریشن ہو گی اور اس سے آگے میٹروپولیٹن کارپوریشن ہو گی۔یہ وہ گفتگو یاdiscussionہے جو اب تک وہاں پر ہوئی ہے اس میں اپوزیشن کے معزز ممبران نے بھرپور حصہ لیا ہے۔یہ وہ تجاویز یاproposalsہیں جو وہاں پرdiscussہوئی ہیں اور میں نے آپ کے سامنے رکھی ہیں۔ان میں سے کافی تجاویز ایسی ہیں جو کہ اپوزیشن کے ممبران نے ان کو پیش کیا ہے اور ان پر ایکconsensusکے ساتھdiscussionہوئی۔اس تجویز کے مطابق بڑے شہر یا بڑے ڈسٹرکٹ میں ایوان چار یا پانچ سو ممبران کا ہو گا۔اب اگر آپ سنگل وارڈ حلقہ لاہور میں قائم کریں اور ایک حلقہ ایسا بنائیں جو کہmanageableہو تو ایوان کی تعداد تقریباً4سو سے اوپر چلی جاتی ہے جب آپ سپیشل سیٹوں کو شامل کریں تو پھر تعدادunmanageableہو جاتی ہے۔یہ تجویز اپوزیشن کی طرف سے آئی تھی کہ آپ سٹی کونسل یا یونین کونسل کےtierکو بڑے شہروں یعنی کارپوریشن اور میٹروپولیٹن کارپوریشن میں بھی برقرار رکھیں جیسا کہ آپ نے ڈسٹرکٹ کونسل میں رکھا ہے اور اس پر تمام دوستوں کا ایک مثبت روّیہ پایہ جا رہا ہے۔میں نے یہ تمامproposalsآپ کے سامنے رکھی ہیں، یہdiscussہوئی ہیں لیکن ابھی اس میں کچھ فائنل نہیں ہوا۔میں نے جو تمامproposalsآپ کے سامنے رکھی ہیں ان کے اوپر بات ہو رہی ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب کی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ لوکل باڈی نظام اس معزز ایوان کاprerogativeہے،اس کاrightہے یا اس کاmandateہے، اس صوبے کے دس کروڑ عوام نے ایوان کو یہ اختیار دیا ہے کہ یہlegislationکریں اور اس صوبہ کے لئے نظام بنائیں اور یہ پہلی مرتبہ ہے کہ جو کمیٹی کیmeetingsہوئی ہیں اس میں کوئی تفریق نہیں کی گئی کہ کون کس جماعت سے ہے،اپوزیشن سے ہے یا treasury side سے ہے۔اس حوالے سے دو دِن تقریباً نو،دس گھنٹےdiscussionہوئی ہے،انشاءاللہ تعالیٰ آج بھی ہم بیٹھیں گے،کل بھی بیٹھیں گے اور عید تک اس پرdiscussionکمیٹی میں بھی اور یہاں پر بھی جاری رہے گی اور ہمارا یہ خیال ہے کہ عید کے بعد12،13۔اگست کو ہم اس کوlegislateکرنے کے لئے دوبارہ اجلاسconveneکریں گے جیسا کہ سپریم کورٹ کی طرف سےdirectionہے کہ 15۔اگست سے پہلے پہلے اس کوlegislateکیا جائے۔یونین کونسل یاVillage Councilکی آبادی پر بھی کافی بحث ہو رہی ہے کچھ دوستوں کا خیال

ہے کہ اسے 15ہزار سے لے کر25ہزار تک رکھا جائے، کچھ دوستوں کا خیال ہے کہ 15ہزار آبادی بہت کم ہے اسے 20ہزار سے30ہزار تک رکھا جائے۔آبادی کے حوالے سے ہمارے پاس پراناcensus ہے کوئیupdateنہیں ہے لیکن جوprojected figuresہیں وہ تقریباً انیس بیس کے فرق سے ٹھیک ہی ہیں تو ان کو بنیاد بنا کر آبادی کیratioکے حوالے سے کام کیا جا رہا ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ یہ پہلا موقع ہے کہ اس پر بھرپور طریقے سےdiscussionہو رہی ہے اور ممبران اس میں بھرپور دلچسپی لے رہے ہیں جن معزز ممبران نے اس میں دلچسپی لی ہے میں ان کا شکریہ ادا کرنے کے ساتھ ساتھ باقی ممبران سے بھی گزارش کروں گا کہ وہ اس میں حصہ لیں خاص طور پر جو کارپوریشن اور میٹروپولیٹن کارپوریشن پر بات ہو رہی ہے، میٹروپولیٹن کارپوریشن لاہور میں تقریباً9ڈویژنل ہیڈکوارٹر ہیں وہ تمام کے تمام میٹروپولیٹن کارپوریشن کی حدود میں آتے ہیں تو جن دوستوں کا تعلق لاہور یا سٹی کارپوریشن سے ہے انہیں چاہئے کہ وہ اس میں بھرپور دلچسپی لیں اور اس بارے میں اپنی قیمتی تجاویز دیں۔یہ بحثcomposition سے متعلق ہے باقیfunctionsیاpowersکے متعلق گورنمنٹ کاopen standہے ہم اس میں ایک ایسی شق رکھ رہے ہیں کہ گورنمنٹ اپنا کوئی بھیfunction devolve کر کے ان اداروں کو دے سکتی ہے اس کو ہم ڈسٹرکٹ کی سطح پر بھی رکھیں گے کیونکہ جو ڈسٹرکٹ کونسل ہے وہ اپنا کوئی بھیfunction devolveکر کےVillage Council or City Councilکو یونین کونسل کی سطح پر دے سکتی ہے۔ہمارا یہ پروگرام ہے کہ ہم ان کیcapacity buildingکریں گے۔پچھلے نظام میں جو خرابی آئی تھی اس خرابی کی وجہ یہ تھی کہ ان کیcapacity buildingنہیں کی گئی تھی،ان کیcapacityہی نہیں تھی اور ان کو سارا کچھ دے دیا گیا۔مثال کے طور پر جو ٹاؤن پلاننگ کی تحصیل کی سطح پر کوئیcapacityنہیں تھی لیکن اٹھا کر ساری کی ساری ٹاؤن پلاننگ کو دے دی گئی اس سے کالونیز کیmushroom growthہوئی اور جس طرح سے کمرشلائزیشن کا مذاق اُڑایا گیا بلکہ اس کو misuseکیا گیا اس میں کرپشن ہوئی تو یہ سارےissuesوہ ہیں جہاںwithout capacity building functionsدیئے گئے۔ہماری موجودہ حکومت کا یہ پروگرام ہے اور وزیراعلیٰ پنجاب میاں محمد شہباز شریف کا یہvisionہے کہ ہم ان کیcapacityکو بتدریج/village council city council/ union council levelپرincreaseکریں گے،ڈسٹرکٹ کونسل،میونسپل کمیٹی،میونسپل کارپوریشن،میٹروپولیٹن کارپوریشن کیcapacityکوincreaseکریں گے اور اس کے بعد صوبائی حکومتgraduallyاپنےfunctions devolveکرتی جائے تاکہ پھرunion council, village council, municipal committee or municipal corporation

آہستہ آہستہ اپنے معاملات پر آگے بڑھیں اور اپنے معاملات کو کنٹرول کریں۔ میں معزز ممبران سے یہی گزارش کروں گا کہ جو discussion ہوئی ہے اس میں composition سب سے اہم مسئلہ ہے، اختیارات آگے پیچھے ہو سکتے ہیں، جو آج نہیں ہیں وہ کل دیئے جا سکتے ہیں، جو کل نہیں ہوں گے وہ پرسوں devolve کر دیئے جائیں گے لیکن جو composition ہے جب یہ بن جائے گی تو اس کے مطابق الیکشن ہو جائیں گے اور پھر پانچ سال تک یہی سسٹم چلے گا اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ ممبران اس پر اپنی قیمتی آراء دیں تاکہ ہم بہتر سے بہتر بلدیاتی نظام اس صوبہ کے عوام کو دے سکیں۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، آپ نے لاء منسٹر صاحب کی بات سنی ہے؟

(نعرہ ہائے تحسین)

اب میں جناب احسن ریاض فتیانہ کو مقامی حکومت پر بحث کی دعوت دیتا ہوں۔

جناب احسن ریاض فتیانہ: جناب سپیکر! مجھے بڑی خوشی ہوئی کہ ان شاء اللہ، میاں محمد شہباز شریف اور میاں محمد نواز شریف نے ایک open platform دیا ہے کہ ہم سب عوام کے نمائندے جو عوام کا منشور لے کر آئے ہیں ہم لوگ بتا سکیں کہ ہماری عوام کی کیا ضروریات ہیں، ان کے کیا مسائل ہیں؟ لوکل باڈی سسٹم ایک ایسا سسٹم ہے جو پوری دنیا میں رائج ہے۔ لوکل باڈی سسٹم اس لئے ہوتا ہے کہ جو چھوٹا طبقہ یا غریب عوام ہے ان کو اپنے مسائل کا حل اپنے دروازے پر مل سکے، ان میں سے ایسے لوگ اٹھیں جو ان کی ہر ضرورت اور مسئلہ کو سمجھیں اور اس کے مطابق مسائل حل کریں۔ ہر جگہ، ہر گاؤں کی different demographics ہوتی ہیں، وہاں مختلف حالات ہوتے ہیں اس لئے بہت ضروری ہے کہ جو لوگ آئیں وہ اس مسئلہ کو سمجھیں۔ ہمارا آخری جو population census ہوا تھا وہ 1999 میں ہوا تھا جس کو تقریباً چودہ سال بیت چکے ہیں۔ چودہ سالوں میں ہماری آبادی جتنی بڑھی ہے اس کا آپ کو بھی علم ہے اور مجھے بھی علم ہے۔ میں یہ چاہوں گا کہ ۔۔۔ (شور و غل)

MR ACTING SPEAKER: Order in the House.

جناب احسن ریاض فتیانہ: حکومت اگر نئے census کا انتظار نہیں کر سکتی اور نئے census نہیں کروا سکتی تو پھر بھی ہمارے پاس ماشاء اللہ بہت qualified and capable officers کی ٹیم ہے، ہمارے پاس ماشاء اللہ اتنی اچھی ایڈمنسٹریشن اور سیاست دان ہیں یہ اپنی عقل کو استعمال کرتے ہوئے اس کے area of jurisdiction کو control کریں کہ آبادی کو پورے تناسب سے بانٹا جا سکے اگر یونین کونسلوں کی تعداد بڑھانے کی ضرورت ہے تو یونین کونسلوں کی تعداد میں اضافہ کیا جائے یہ نہیں کہ

ممبران کی تعداد میں اضافہ کیا جائے، ممبران کی تعداد بڑھانے سے کیا ہوگا؟ ایک ایسا نظام ہو جو فعال ہو اور لوگوں کو صحیح طرح سے cater کر سکے بجائے اس کے کہ ایک بندے پر اتنا بوجھ ڈال دیا جائے کہ اس نے ہزاروں بندوں کا مسئلہ solve کرنا ہے اور وہ نہ کر سکے اس کے بجائے بے شک دو تین لوگوں پر یہ ذمہ داری ڈالی جائے تاکہ عوام کے مسائل حل ہو سکیں اور وہ در در کی ٹھوکریں نہ کھائیں۔آرٹیکل 140(A) کے تحت حکومت پاکستان bound ہے کہ وہ ان یونین کونسلوں اور کمیٹیوں تک powers devolve کرے۔صرف زبانی کلامی نہیں کہ ہم نے یہ کونسل بنادی،لوکل باڈی سسٹم لے آئے ہم نے اپنے الیکشن کے منشور میں کہا تھا اس لئے ضروری ہے اور یہ ضرورتِ وقت ہے اگر یہ powers آج نہ devolve کی گئیں تو پھر کب کی جائیں گی؟ پاکستان میں لوکل باڈی سسٹم ہمیشہ آمریت لے کر آئی ہے۔ہم سب لوگ آمریت کے خلاف بولتے آئے ہیں اور ہم لوگوں نے ہمیشہ اس پر تنقید کی ہے۔چیز کوئی بھی لے کر آئے بے شک کوئی آمر لے کر آئے اگر وہ صحیح چیز لے کر آیا ہے تو ہمیں اس سے کوئی اچھی چیز نکالنی چاہئے صرف تنقید برائے تنقید نہیں کرنی چاہئے۔ہمیں یہ چاہئے کہ ہم لوگ اس سسٹم کو اس طرح بنائیں کہ جو پہلی legislation ہم کر رہے ہیں اس کو آنے والی نسلیں سمجھ سکیں اور اس کو آگے لے کر چل سکیں اس وقت یہ ملک انتہائی مشکل حالات سے گزر رہا ہے ہم سب کو اکٹھے رہنے کی ضرورت ہے اگر یہ اچھی طرح سے لوکل باڈی سسٹم بنا سکیں اور اس کو implement کر سکیں صرف black and white کی حد تک نہیں practical حد تک تو میں اُمید کرتا ہوں کہ ایک اچھا سسٹم بن سکے گا اور عوام کی مشکلات حل ہو سکیں گی ہماری مشکل صرف بجلی، پانی نہیں ہے ہماری روزمرہ زندگی میں بھی کئی مسائل ہیں جن کو کئی بڑے بڑے سیاستدان اور افسران حل نہیں کر سکتے کیونکہ ان کے پاس ٹائم نہیں ہوتا یا ان کے پاس کرنے کو اور بہت سی چیزیں ہوتی ہیں یہ جو کمیٹیاں بن رہی ہیں ان کو ہم صرف نالیوں اور سولنگ کے مسائل حل کرنے تک نہ سمجھیں کہ یہ یونین کونسل بنیں گی اور نالیوں اور سولنگ کے مسائل حل کریں گی آپ ان کو اس طرح سے empower کریں کہ اس یونین کونسل کے لوگ وہاں کی یونین کونسل کے ممبران یا چیئرمین کے پاس جا کر اپنے مسائل حل کر سکیں ان یونین کونسل کے جو چیئرمین یا ممبران ہیں ان کو اتنا اختیار دیا جائے کہ اگر ان کو کوئی power devolve نہیں بھی کی گئی تو ان کو اتنا ٹائم دیا جائے کہ سرکاری افسران یا جو بڑے سیاستدان اور عہدے داران ہیں وہ ان کو سُنیں اور cater کریں تاکہ جو مسائل ہیں وہ جلد از جلد پائپ لائن میں آ سکیں اور solve ہوں۔صرف یہ نہیں کہ ہم پلندے پر پلندے بناتے جائیں اور بیٹھے رہیں۔اس کے علاوہ یہاں پر ہمیشہ ایک issue

criticize ہوتا رہا ہے اور پچھلے پانچ سال میں ٹی وی پر یہ دیکھتا رہا کہ پچھلی حکومت کے ناظمین نے بہت کرپشن کی، اگر انہوں نے اتنی ہی کرپشن کی، ان میں اتنی خرابیاں تھیں تو پھر ان کا آڈٹ کیوں نہیں کیا گیا؟ اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ ان کا آڈٹ کر کے اس کی رپورٹ عوام کے سامنے لائی جائے تاکہ ہمارے صوبہ پنجاب کی جو دس کروڑ عوام ہے وہ یہ جان سکے کہ کن لوگوں نے ان کا خون چوسا، کن لوگوں نے ان کی tax money کو غلط طریقے سے استعمال کیا؟ اس کے مطابق ان کی scrutiny کی جائے تاکہ اس ملک کے اندر اچھے لوگ آگے آ سکیں اور اس ملک کو بہتر راستے کی طرف لے کر جا سکیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ آپ بھی اپنی تجاویز سپیشل کمیٹی میں جا کر رانا ثناء اللہ خان صاحب کے ساتھ بیٹھ کر discuss کر لیں تو بہتر ہوگا۔ جی، محمود الحسن صاحب!

جناب محمود الحسن: جناب سپیکر! میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے اس اہم موضوع پر بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔ سب سے پہلے میں اس ایوان کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ جو وعدہ میاں محمد نواز شریف نے اپنے election manifesto میں کیا تھا کہ ہم منتخب ہونے کے بعد چھ مہینے کے اندر اندر لوکل باڈیز الیکشن کرائیں گے۔ شکر الحمد للہ کہ ہماری جماعت نے اس پر عمل کرتے ہوئے لوکل باڈیز کا قانون پاس کرنے کے لئے اسمبلی میں بل پیش کیا۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہم اپوزیشن اور حکومتی ممبران کی مشاورت کے ساتھ اس بل کو پاس کریں گے۔ جس تفصیل کے ساتھ یہ بات ہو رہی ہے اس میں ہر کسی کی رائے بھی سامنے آئے گی اور ان کے مشورے سے یہ بل پاس ہوگا۔ یونین کونسلیں، ڈسٹرکٹ کونسلیں، میونسپل کمیٹیاں، اور میونسپل کارپوریشن لوکل گورنمنٹ کے وہ ادارے ہیں جن کا عوام کے ساتھ grass-root level پر رابطہ رہتا ہے۔ ان کا مکمل ہونا اور ان کو powers دینا انتہائی ضروری ہے۔ اس وقت عوام کا سارا بوجھ عوام کے منتخب کردہ ایم پی ایز اور ایم این ایز پر ہے۔ اس وقت گلیوں، نالیوں اور اس کے علاوہ بھی ہر قسم کی ڈیمانڈ ان ایم پی ایز اور ایم این ایز سے کی جاتی ہے۔ جب یہ لوگ grass-root level پر منتخب ہو جائیں گے، اپنا کام شروع کریں گے تو یہ نظام بھی عوام کی سہولت کا باعث بنے گا۔ سب سے پہلے میں یونین کونسل کے متعلق عرض کروں گا جس پر بات کرتے ہوئے وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان صاحب نے بڑی وضاحت کے ساتھ فرمایا کہ اس کے ممبران کا تعین کیا جا رہا ہے۔ میری اس سلسلے میں یہ رائے ہوگی کہ یونین کونسل سے نو ممبران منتخب کئے جائیں۔ تین ممبران خواتین، اقلیتیں، کسان یا شہروں سے لیبر کو لیا جائے اور اس کے ساتھ ڈسٹرکٹ کونسل کے ممبر کے لئے یونین کونسل میں علیحدہ سے الیکشن کروایا جائے۔ یونین کونسل کا چیئرمین منتخب ممبران کے ذریعے

منتخب کیا جائے تاکہ یونین کونسل کا چیئرمین اپنی یونین کونسل کو دیکھے، ممبر ڈسٹرکٹ کونسل، ڈسٹرکٹ کونسل میں جا کر اپنی یونین کونسل کے مسائل کو پیش کرے اور ان کے حل کے لئے کوشش کرے۔ اسی طرح شہروں کے اندر خاص طور پر ٹاؤن کمیٹیوں کے متعلق ایک مسئلہ بار بار سامنے آ رہا ہے کہ ان کو یونین کونسل میں رکھا جائے یا ان کو ٹاؤن کمیٹی کی شکل دی جائے۔ ٹاؤن کمیٹیوں کے مسائل بھی وہی ہوتے ہیں جو کسی میونسپل کمیٹی کے ہوتے ہیں جیسے سیوریج کے مسائل ہیں، واٹر سپلائی کے مسائل ہیں دونوں ایک جیسے ہوتے ہیں اس لئے میری یہ رائے ہوگی کہ ٹاؤن کمیٹیوں کو آپ ان کی جو نزدیک ترین میونسپل کمیٹی بنتی ہے اس کے ساتھ attach کریں۔ میونسپل کمیٹیوں کا ایک infrastructure پہلے ہی موجود ہے ان کے پاس اپنی تمام مشینری موجود ہے، ان کے پاس اپنا سٹاف بھی موجود ہے اس لئے میری یہ گزارش ہوگی کہ وہی سٹاف اور وہی لوگ ہی ان کی گلیوں اور نالیوں کے مسائل حل کر سکیں گے، اس کے علاوہ ان کے سیوریج، واٹر سپلائی کے مسائل کو دیکھیں اور ٹاؤن کمیٹیوں اور میونسپل کمیٹیوں کو اگر ایک دوسرے میں merge کیا جائے گا تو وہ مسائل کے حل کے لئے ایک بہترین طریقہ بن جائے گا۔

جناب والا! ڈسٹرکٹ کونسل کے چیئرمین کے لئے ہمیشہ یہ problem رہی ہے کہ ان کے پاس پورے ڈسٹرکٹ کے اندر اپنا کوئی infrastructure نہیں ہوتا ماسوائے ایک آفس اور یونین کونسلوں کے تھوڑے بہت فنڈز کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا اس لئے میری یہ گزارش ہوگی کہ اس دفعہ چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل کو بھی empower کیا جائے اور ان کے لئے جو صوبوں سے ڈویلپمنٹ کے لئے فنڈز جاتے ہیں وہ بھی براہ راست ڈسٹرکٹ کونسل کے چیئرمین کو دیئے جائیں تاکہ پورے ڈسٹرکٹ کے اندر proper طریقے سے ڈویلپمنٹ ہو سکے۔ چونکہ ڈسٹرکٹ کونسل کے چیئرمین کے پاس اپنے funds generate کرنے کے لئے کوئی طریق کار نہیں ہوتا۔ شہروں کے اندر پراپرٹی ٹیکس اور اس کے علاوہ بہت سارے ٹیکس ہیں جن سے میونسپل کمیٹیوں کے funds raise ہو جاتے ہیں لیکن ڈسٹرکٹ کونسل کے چیئرمین کے پاس ایسے وسائل نہیں ہیں۔ میونسپل کمیٹیوں میں چیف آفیسر کا ذکر کیا گیا ہے کہ ان کو بہت زیادہ empower کیا گیا ہے تو جہاں کہیں بھی چیئرمین ایمانداری سے کام کریں گے، اپنی powers کو utilize کریں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ چیئرمین کے لئے کوئی مسئلہ نہیں رہے گا کہ انہوں نے اپنی powers کو کس طرح سے impose کرنا ہے اور کس طرح سے چیف آفیسر کو صحیح راستے پر چلانا ہے۔ میں ایک اور گزارش بھی کروں گا کہ اس بل پر بحث کو اگر عید کے بعد بھی جاری

رکھیں تو مناسب ہو گا تاکہ اس بل پر کافی تفصیلی بحث ہو جائے اور تمام ممبران کو اس پر اپنی رائے دینے کا موقع مل سکے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جی، محترمہ راحیلہ انور صاحبہ!

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! اس وقت ایوان میں جو بل پیش ہوا ہے اس کا مقصد تو یہ ہونا چاہئے تھا کہ grass-root level تک لوگوں کو empower کیا جاتا لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بجائے grass-root level پر لوگوں کو empower کرنے کے ان سے ساری powers لی جا رہی ہیں۔ آپ خود دیکھیں کہ ایک ڈکٹیٹر نے ایک نظام بنایا ہم لوگ چاہتے تھے اور ہمیں نئی حکومت سے یہ اُمید تھی کہ وہ جب آئیں گے تو ڈکٹیٹر کی نسبت ایک بہت بہتر نظام لے کر آئیں گے مگر کیا ہوا، بجائے اس کے کہ ایک ڈکٹیٹر کے کام کو لوگ بُرا کہتے اور یہ کہتے کہ ڈکٹیٹر، ڈکٹیٹر ہوتا ہے جو ایسا نظام لے کر آیا لیکن یہ تو اسی نظام کے اوپر وہ نظام لا رہے ہیں جو کہ اس سے بھی worst ہے۔ ڈکٹیٹر کے لائے ہوئے قانون کو آئین کے آرٹیکل 58(2)(b) کو یہ لوگ کالا قانون کہتے ہیں جس میں صدر صاحب کو اختیار تھا کہ وہ وزیر اعظم صاحب کو dismiss کر سکتے تھے۔ اب یہاں دیکھیں کیا ہو رہا ہے، یہاں پر بھی توڑ مروڑ کر وہی بات لائی جا رہی ہے کہ وزیر اعلیٰ صاحب کو اس بات کا اختیار ہے کہ وہ جس وقت چاہیں میئرز اور چیئرمینوں کو dismiss کر سکتے ہیں تو پھر کیا وزیر اعلیٰ میئرز کے لئے، چیئرمینوں کے لئے ڈکٹیٹر نہ ہوئے؟ (نعرہ ہائے تحسین)

میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ یہ کیسا نظام ہے کہ اپنی مرضی کے لوگ لائے جائیں اور اگر اپنی مرضی کے لوگ نہیں ہیں تو ان کو ہٹا دیا جائے۔ یہ تو وہ حساب ہے کہ "میٹھا میٹھا ہپ، کڑوا کڑوا تھو۔" یہ چارٹر آف ڈیموکریسی، میثاق جمہوریت کا بڑے فخر کے ساتھ نام لیتے ہیں جس میں آپ نے اس بات کا وعدہ کیا ہے کہ ہم جماعتی بنیادوں پر الیکشن کروائیں گے اور آپ اس کو اپنا کارنامہ سمجھتے ہیں۔ وہاں تو آپ فخر کرتے ہیں اور یہاں پر کہتے ہیں کہ غیر جماعتی بنیادوں پر الیکشن ہوں گے، غیر جماعتی الیکشن کروانے کا آپ مجھے ایک تو فائدہ بتا دیں۔ کیا فائدہ ہو گا جب غیر جماعتی الیکشن ہوں گے؟ جماعتیں تو وہیں پر رہیں گی، لوگ تو وہی ہوں گے، کیا اس سسٹم کے ساتھ چلنا اچھا ہے؟ جہاں پر کچھ پتا ہی نہ ہو کہ کون کس کے ساتھ کھڑا ہے اور جب چاہا horse trading کر لی، جب چاہا تڑی دے کر کسی کو بھی اپنے ساتھ ملا لیا۔ پھر یہاں پر کہا گیا کہ دو نظام ہوں گے، urban and rural ان کے لئے دو different نظام ہوں گے۔ میں یہ گزارش کروں گی کہ urban تو پہلے ہی بہت سے benefits لے رہا ہے، میں rural

areas کی بات کروں گی کیونکہ میں خود بھی وہاں سے belong کرتی ہوں۔ مجھے بتایا جائے کہ rural areas کا کیا قصور ہے ،آج تک ان کو کیوں پیچھے رکھا گیا ہے ؟ان کے لئے اگر آج کوئی موقع تھا تو آپ لوگ ان کو بھی برابر لے کر آتے اور ان کو بھی وہ سارا کچھ دیتے جو urban areas کے لئے سوچ رہے ہیں۔ عورتوں کی سیٹوں پر بہت باتیں ہوئی ہیں، میں صرف یہ کہنا چاہوں گی کہ ٹھیک ہے ہم شکریہ ادا کرتے ہیں کہ انہوں نے consider کیا کہ عورتوں کی سیٹیں زیادہ ہونی چاہئیں لیکن میری وزیر صاحب سے یہ request ہے کہ آپ ان کو بھی direct election میں لے کر آئیں۔ میں نے خود یہ سب experience کیا ہوا ہے، میری فیملی کا تعلق pre partition سے politics سے ہے وہاں عورتوں کو ایک مہرے کے طور پر use کیا جاتا ہے، ممبر حضرات اپنی مرضی سے وہ عورتیں لاتے ہیں جنہوں نے کل کلاں ان کے لئے work کرنا ہو۔کیوں نہ وہ عورتیں elect ہو کر آئیں جن کی اپنی بھی کوئی مرضی ہو، جن کی اپنی بھی کوئی saving ہو، جن کو یہ پتا ہو کہ ہم نے کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا؟ وزیر صاحب سے میری گزارش ہے کہ ہم reserve seats پر بہت بیٹھ چکے kindly اب ہمیں بھی اس stream میں لے کر آئیں۔ ہمارا بھی دل چاہتا ہے کہ ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو کر اس ملک کی ترقی کے لئے کام کر سکیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر!میں کہنا چاہتی ہوں کہ اگر ہم انہیں یونین کونسل level پر empower کریں گے تو اس میں ہمارے ملک کا فائدہ ہے اور ہمارا فائدہ ہے۔یونین کونسل کے ممبر کو سب پتا ہوتا ہے کہ کون کس وقت وہاں آیا یا کوئی نیا بندہ اس گاؤں میں enter ہوا یا وہاں پر کیا حالات ہیں ؟ وہ ایک ایک چیز سے واقف ہوتا ہے کیونکہ وہ اس گاؤں کا رہنے والا ہوتا ہے وہ اس یونین کونسل کو اچھی طرح جانتا پہچانتا ہے اگر خدا نخواستہ وہاں پر کوئی دہشت گرد آ جائے تو وہ فوراً point out کر سکتا ہے۔ براہ مہربانی اس سسٹم کو empower کیجئے، اس سے powers نہ لیجئے یہ نہ ہو کہ خدا نخواستہ خدا نخواستہ کل لوگ ڈکٹیٹر کو یاد کرنا شروع کر دیں۔پتا نہیں ہم نے تو اپنے رب کا کتنا شکر ادا کیا تھا کہ اس ملک میں ڈیموکریسی آئی لیکن جب غریب پستا ہے، جب ان کے مسائل solve نہیں ہوتے تو وہ مڑ کر پیچھے دیکھنے لگتا ہے تو میری آپ سے یہی استدعا ہے کہ kindly ایسا نظام لائیے جو سب کو قابل قبول ہو جو لوگوں کے لئے ہو، جو لوگوں کی powers کو empower کرے اور devolve نہ کرے۔ شاید منسٹر صاحب interested نہیں ہیں اور انہوں نے decide کر لیا ہے کہ بل پاس ہونا ہی ہونا ہے اور مرضی کا ہونا ہے۔ چلیں کوئی بات نہیں ہم لوگ اپنی تجاویز دیں گے اگر انہیں اچھی لگیں تو۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ تسلی رکھیں۔ انہوں نے ابھی بھی بات کی ہے کہ آپ کی جتنی بھی جائز اور مثبت تجاویز ہیں ان کو consider کیا جائے گا۔

محترمہ راحیلہ انور: انہیں یہاں بیٹھ کر ہر ممبر کی بات کا notice لینا چاہئے کہ کون کیا کہہ رہا ہے۔ آج ہم لوگ صرف اپنے لئے نہیں بول رہے بلکہ ان کے behalf پر بھی بول رہے ہیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ کی جتنی بھی مثبت تجاویز ہیں وہ note کی جا رہی ہیں، آپ تسلی کے ساتھ اپنی تجاویز بتائیں۔

چودھری عبدالرزاق ڈھلوں: جناب سپیکر! میں اس کمیٹی کا کنوینر ہوں اور میں ان کی ساری بات note کر رہا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں نے بتا دیا ہے۔ جی، محترمہ! آپ اپنی بات جاری رکھئے۔

محترمہ راحیلہ انور: جناب سپیکر! آخر میں وزیر صاحب سے میری درخواست ہے کہ ہم عورتوں کو neglect نہ کیا جائے، ہمیں بھی حق دیا جائے۔ چاہے جس بھی سطح پر ہو ہم بھی direct elect ہو کر آپ کے ساتھ یہاں اور وہاں بیٹھنا چاہتی ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ حق دیا ہے، یہ ہم سے چھینا نہ جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ! بہت شکریہ۔ محترمہ تمکین اختر نیازی صاحبہ!

محترمہ تمکین اختر نیازی: جناب سپیکر! لوکل گورنمنٹ پر جو discussion ہو رہی ہے انشاء اللہ fruitful ثابت ہو گی۔ میں سمجھتی ہوں کہ یونین کونسل سطح پر traditional پنچایتی اور مصالحتی انجمن کی جو تجویز ہے وہ بہت ہی قابل تعریف ہے چونکہ اس سے لوگوں کو speedy justice، سستا انصاف ملے گا۔ ابھی ہماری ڈیموکریسی اتنی mature نہیں ہوئی، ایک پرانا امریکن comparative research paper ہے جس میں انہوں نے basic democracies اور ہندوستان کے پنچایتی سسٹم کو compare کیا اور نتیجہ یہ نکلا کہ basic democracies جو گورنمنٹ ملازمین کے ساتھ مل کر چلائی جا رہی تھی وہ زیادہ efficient اور less wasteful ثابت ہوئی۔ میں اس معاملے میں یہ تجویز دینا چاہوں گی کہ ڈی سی او صاحب کا جو traditional role بطور مجسٹریٹ اینڈ کلکٹر ہے اس کے علاوہ انہیں ڈویلپمنٹ کا انچارج بنانا چاہئے اور ان کے عہدے کو ڈسٹرکٹ کونسل میں ex-officio voting member کا ہونا چاہئے تاکہ ڈسٹرکٹ کونسل میں check and balance رہ سکے۔

ڈویلپمنٹ پراجیکٹس یہ خود implement کریں، ڈسٹرکٹ ریونیو، ہیلتھ اور ایجوکیشن کے جو افسران ہیں ان کو non voting members بنا کر ان کے ساتھ شامل کیا جائے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہیلتھ اور ایجوکیشن اتھارٹی کی تجویز innovative ہے یہ کتنی کامیاب ہو گی یہ تو depend کرتا ہے کہ کس طرح implement کی جائے لیکن شاید یہ expensive ثابت ہو گی کیونکہ یہ ایک totally نیا ادارہ بن جائے گا۔

جہاں تک ڈسٹرکٹ کونسل میں چیف آفیسر کی standing ہے وہ اسی طرح monitor کی جا سکتی ہے کہ ان کی ACRs ڈپٹی کمشنر اور ڈسٹرکٹ کونسل کے چیئرمین لکھیں تاکہ وہ As the officer of the Government چیئرمین کو صحیح قسم کی رائے دے سکیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ رانا محمد افضل صاحب!

رانا محمد افضل: جناب سپیکر! شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ میں سب سے پہلے رانا ثناء اللہ خان صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے اس بل کو پیش کرنے کے بعد جو طریق کار اختیار کیا وہ قابل ستائش ہے۔ اپوزیشن کو دعوت دی کہ وہ اس میں مثبت تجاویز دیں، سول سوسائٹی کو دعوت دی، میڈیا کو دعوت دی اور ہر ممبر سے گزارش کی کہ وہ اپنی اپنی suggestions دیں اور ہم proud feel کر رہے ہیں کہ first time ایسا ہو رہا ہے۔ ایک ایسی روایت قائم کی جا رہی ہے کہ ہم بھی سمجھتے ہیں کہ ہمارا یہاں پر کوئی مقصد ہے اور ہر بندہ اپنی تجاویز دے سکتا ہے اور ہم امید کرتے ہیں کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ ایک ایسا بل ہو گا جو نقائص سے پاک ہو گا اور یہ ہماری دیہی ترقی میں ایک سنگ میل کی حیثیت رکھے گا۔ میں دو تین باتیں عرض کروں گا کہ جو سابقہ بلدیاتی نظام تھا اگر اس میں کوئی خوبصورت چیز تھی تو وہ یہ تھی کہ انہوں نے وارڈ سسٹم ختم کیا تھا۔ اگر ہمارے دیہات میں دھڑے بندی کا آغاز ہوا تو وہ اسی وارڈ بندی سے ہوا تھا تو میری تجویز ہے کہ اس وارڈ سسٹم کو ختم ہی رہنے دیں اور پوری یونین کونسل میں بالترتیب جو بھی زیادہ ووٹ لے وہ منتخب ہو۔

جناب سپیکر! میں دوسرا یہ عرض کروں گا کہ چیئرمین اور وائس چیئرمین کا direct الیکشن ہونا چاہئے اور ممبر ضلع کونسل کا علیحدہ direct الیکشن ہونا چاہئے۔ جس طرح رانا صاحب نے کہا کہ یہ suggestion آئی ہے اور میں بھی اس کی تائید کرتا ہوں کہ خواتین کی دو سیٹیں ہو جائیں اور اگر دوسری سیٹیں بھی بڑھا دی جائیں تو اُس کا فائدہ ہے کوئی نقصان نہیں کیونکہ ہمیں اُن ممبران کو کوئی اعزازیہ نہیں دینا پڑتا البتہ اس سے یہ ہو گا کہ ہمارے mostly دیہات کی نمائندگی ہو جائے گی۔ اگر ہم یہ

سیٹیں کم کریں گے تو وہ نمائندگی کم ہو گی۔ میں عرض کروں گا کہ خواتین، کسان اور اقلیتی سیٹوں کے لئے direct elections نہیں ہونے چاہئیں کیونکہ دیہات میں ان کے لئے بڑا مشکل ہوتا ہے اور ہمارے کئی علاقے ایسے ہیں کہ جہاں پر قدامت پرستی بہت زیادہ ہے جس کی وجہ سے ہماری کئی بہنیں الیکشن میں حصہ نہیں لینا چاہتیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اُن کو نمائندگی دینے کے لئے یہ بہتر ہے کہ اُن کو indirectly elect کیا جائے۔اس کے علاوہ میں یہ عرض کروں گا کہ بلدیاتی الیکشن غیر جماعتی ہونا چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جماعتی الیکشن نہیں ہونے چاہئیں کیونکہ اس سے ہمارے rural areas میں کوئی تفریق نہیں ہو گی تو یہ بہتر نتائج دے سکیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بل میں check and balance پر خاص توجہ دی گئی ہے اور سابقہ مقامی حکومت میں ہم ناظم تھے تو ہم بھی دیکھتے رہے کہ کس طرح کرپشن کی جاتی تھی۔ میں کہتا ہوں کہ ایسی مثال پہلے کبھی تھی نہ آئندہ ہو گی۔ کوئی بھی سسٹم بُرا نہیں ہوتا بلکہ اُس سسٹم کے چلانے والوں پر زیادہ depend کرتا ہے تو سابقہ دور میں کرپشن کے جو ریکارڈ قائم ہوئے تو اس بل میں اس پر مزید اگر کچھ ہو سکتا ہے تو وہ ضرور کرنا چاہئے تاکہ یہ کرپشن سے پاک ہو۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ راجہ راشد حفیظ صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ سید اعجاز بخاری صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ چودھری اشرف علی انصاری صاحب!

چودھری اشرف علی انصاری: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمدللہ رب العالمین۔ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم۔

جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا ہے۔ جیسا کہ پنجاب لوکل گورنمنٹ بل 2013 اس معزز ایوان میں پہلے بحث اور پھر منظوری کے لئے پیش کر دیا گیا ہے۔ اس بل کا پیش کیا جانا میں سمجھتا ہوں کہ مقامی حکومتوں کے قیام کی جانب ایک مثبت پیشرفت ہے جس پر میں پنجاب حکومت کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر! پہلے ہم delimitation and composition کی بات کریں گے۔ جیسا کہ یہاں پر بار بار یہ نکتہ اُٹھایا گیا کہ census بہت پرانا ہے کیونکہ مردم شماری کو بہت عرصہ بیت گیا ہے تو ہم آبادی کا تعین کس طرح کر سکیں گے؟ اس میں میری یہ تجویز ہو گی کیونکہ recently general election ہوئے ہیں، ووٹر لسٹیں نئی ہیں تو جب ہم یونین کونسل کی حد بندی کریں تو یونین کونسل کی حد بندی آبادی کی بجائے ووٹروں کے حساب سے کر دی جائے اور اس پر اعتراض بھی نہیں ہو گا چونکہ

ووٹر لسٹیں تو بالکل نئی اور تازہ ہیں۔ اس میں میری تجویز ہوگی کہ ایک یونین کونسل آٹھ سے دس ہزار ووٹرز پر مشتمل ہونی چاہئے اور پھر دوسری بات یہ ہے کہ یونین کونسل کے اندر جو وارڈ ز بنی ہیں تو جیسا کہ اس بل میں ذکر کیا گیا ہے کہ یونین کونسل ابھی صرف دیہات میں ہوگی تو میری گزارش ہوگی کہ دیہات کے اندر چونکہ کوئی دیہہ بڑا ہوتا ہے اور کوئی دیہہ چھوٹا ہے تو دیہاتی ایریا میں وارڈ بندی کرنا ویسے ہی بڑا مشکل کام ہے۔ پھر اگر وارڈ بندی کر بھی دی جاتی ہے تو وارڈ چھوٹے ہونے کی وجہ سے ایک ایک ووٹ کی اہمیت بڑھ جاتی ہے۔ جب ووٹ کی اہمیت بڑھتی ہے تو پھر دشمنیاں بھی پیدا ہوتی ہیں اور یہ بلدیاتی سلسلہ ایسا ہے کہ یہ دشمنیاں پھر نسل در نسل آگے چلتی ہیں تو میری یہ گزارش ہے کہ ہم تو یہ سارا سلسلہ in good faith کر رہے ہیں تو پبلک کے مفاد میں یہی ہے کہ یونین کونسل کے اندر وارڈ بندی نہ کی جائے اور یونین کونسل کے اندر جو کونسلر ہوں گے اُن کی تعداد جن کا ذکر پانچ تک کیا گیا ہے میری گزارش ہوگی کہ اس تعداد کو بڑھا کر نو کر دیا جائے اور پھر تین جو مخصوص نشستیں ہیں اُن میں ایک ایک woman member, peasant member and minority member ہوگا تو اس طرح یہ ملا کر بارہ ممبران ہو جائیں گے تو پھر ان سے آگے یو سی کا چیئرمین اور وائس چیئرمین منتخب کروایا جائے۔ ایک اور بڑی اہم بات جس کا یہاں پر بار بار ذکر کیا گیا ہے کہ یونین کونسل کے اندر صرف ایک woman member ہے تو اس طرح خواتین کی نمائندگی بہت کم ہے۔ میونسپل کمیٹی اور کارپوریشن میں تو یہ مسئلہ رہتا ہی نہیں کیونکہ وہاں پر خواتین ممبر تعداد میں زیادہ ہوں گی۔ اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ This perception is totally wrong. کہ یو سی میں خواتین کی نمائندگی بہت کم ہے۔ میں یہ بات اس وجہ سے کر رہا ہوں کہ جب میں بھی خواتین کا نمائندہ ہوں، آپ بھی خواتین کے نمائندے ہیں، اس معزز ایوان میں بیٹھا ایک ایک معزز ممبر خواتین کا نمائندہ ہے اور میں یہ بات اس لئے کرتا ہوں کہ جب ہم election campaign میں تھے تو ہم خواتین کے پاس جاتے تھے، خواتین نے ہماری corner meetings کروائیں، خواتین ہماری polling agents بنیں، خواتین نے ہمیں ووٹ کاسٹ کیا ہے تو اگر خواتین نے ہمارے الیکشن میں یہ سارے کام کئے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ انہوں نے ہمیں اپنا نمائندہ منتخب کیا ہے۔ تو یہ بات قطعی طور پر درست نہیں ہے کہ خواتین کی نمائندگی کم ہے۔ اسی طرح اقلیتوں کی نمائندگی کی بات ہے کہ میرے حلقہ کے اندر اقلیتوں کی تعداد بہت زیادہ ہے۔ میں election campaign میں اُن کے پاس گیا انہوں نے میری corner meetings کروائی ہیں، وہ بھی میرے polling agents بنے ہیں، انہوں نے

بھی مجھے ووٹ کاسٹ کیا ہے تو اس لحاظ سے میں بیک وقت پورے حلقے کا نمائندہ ہوں، خواتین کا نمائندہ ہوں، اقلیتوں کا نمائندہ ہوں اور پورے حلقے کا نمائندہ ہوں تو یہ بات درست نہیں ہے کہ خواتین کی نمائندگی کم ہے یا اقلیتوں کی نمائندگی کم ہے اور اسی طرح آپ سارے خواتین اور اقلیتوں کے نمائندے بھی ہیں۔ ایک اور اہم بات جو کہا جاتا ہے کہ دیہات اور شہروں کو اکٹھا ہونا چاہئے یہ تجربہ تو ماضی میں بری طرح ناکام ہو چکا ہے۔ ماضی میں علاقوں کو ٹاؤنوں اور اضلاع کی شکل میں divide کر دیا گیا تو جن علاقوں میں ٹاؤن ناظم دیہات سے آ گئے انہوں نے صرف اور صرف دیہات پر focus کیا اور شہری علاقوں کو یکسر نظر انداز کر دیا جس سے شہری علاقوں کی حق تلفی ہوئی۔ اسی طرح جن ٹاؤنوں یا اضلاع میں ٹاؤن ناظم شہری علاقہ کے منتخب ہو گئے انہوں نے صرف اور صرف شہر پر توجہ دی اور دیہاتی علاقہ کو انہوں نے بھی یکسر نظر انداز کر دیا جس کی وجہ سے احساس محرومی بڑھا اور مسائل کم ہونے کی بجائے مسائل اور زیادہ پیدا ہو گئے اس لئے میری گزارش ہے کہ سسٹم جو بھی ہو شہر علیحدہ رہنے چاہئیں، دیہات علیحدہ رہنے چاہئیں۔ میری گزارش ہو گی کہ جس طرح دیہات کے اندر یونین کونسل ہو گی اسی طرح شہر کے اندر بھی یونین کونسل ہونی چاہئے لیکن نام علیحدہ علیحدہ ہونا چاہئے تاکہ فرق واضح رہے کہ دیہاتی ایریا کون سا ہے اور شہری ایریا کون سا ہے۔ اگر ہم یہ بات کرتے ہیں کہ شہروں میں زیادہ revenue generate ہوتا ہے اور دیہات میں کم revenue generate ہوتا ہے تو یہ بات بھی درست نہیں ہے کیونکہ revenue collect کرنے والی اتھارٹی اور ہے، revenue allocate کرنے والی اتھارٹی اور ہے تو جنہوں نے revenue allocate کرنا ہے تو وہ دیکھیں گے کہ کہاں کس چیز کی زیادہ ضرورت ہے۔ بات یہ ہے کہ ہم کس طرح revenue allocate کرتے ہیں اس لئے دیہات اور شہروں کو علیحدہ علیحدہ ہی رہنا چاہئے ان کو اکٹھے نہیں ہونا چاہئے اور پھر جس چیز کو یہاں بڑا criticize کیا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کی خوبصورتی ہی یہی ہے کہ اگر کوئی چیئرمین، وائس چیئرمین یا چیف ایگزیکٹو misconduct کا ارتکاب کرتا ہے تو اس کی جواب طلبی کی جا سکتی ہے جس کو criticize کیا جا سکتا ہے۔ ہم جب misconduct کی بات کرتے ہیں تو اس طرح کوزے میں دریا کو بند کر دیا گیا ہے۔ Misconduct میں کرپشن، بدانتظامی، لوٹ مار اور abuse of powers آتی ہیں تو پھر یہ کس طرح ممکن ہے کہ ایک چیئرمین، وائس چیئرمین یا ایک چیف ایگزیکٹو لوٹ مار کرتا پھرے، اختیارات کا ناجائز استعمال کرتا رہے، وہ بدانتظامی کا ارتکاب بھی کرے اور اسے کھلی چھٹی دے دی جائے کہ آپ کے اوپر کوئی چیک اینڈ بیلنس نہیں ہے۔ ہم نے آپ کو blank cheque دے دیا ہے جس

طرح تمھاری مرضی ہو عوام کے مفادات سے کھیلتے رہو۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ چیک اینڈ بیلنس ہی اس نظام کی خوبصورتی ہے۔

جناب سپیکر! بار بار ذکر کیا جاتا ہے کہ بلدیاتی نمائندوں کے پاس اختیارات نہیں ہیں۔ یہ بڑی عجیب سی بات ہے کہ ہم بلدیاتی نمائندوں کے اختیارات کی بات کرتے ہیں لیکن اپنے اختیارات کی بات نہیں کرتے۔ ایک ایم پی اے کے پاس کیا اختیار ہے، ایک ایم پی اے ایک سکول ٹیچر کی ٹرانسفر اور پوسٹنگ نہیں کرا سکتا ایک پٹواری ایم پی اے سے زیادہ طاقتور ہے۔ اس کے برعکس ہم ایک یونین کونسل کے چیئرمین اور وائس چیئرمین کو دیکھتے ہیں تو وہ ایک ایم پی اے سے زیادہ طاقتور ہے۔ وہ اس لئے طاقتور ہے کہ ہمارے پاس تو کوئی اختیار نہیں ہے، ہمارا اپنا کوئی دفتر نہیں ہے لیکن یونین کونسل کے چیئرمین کے پاس اپنا دفتر ہے۔ ہماری کوئی ٹیم نہیں ہے یونین کونسل کے چیئرمین اور وائس چیئرمین کی ٹیم ہے ہم نے اگر کسی بیوروکریٹ کے پاس جانا ہوتا ہے یا کسی کام کی غرض سے کسی کے پاس جانا ہے تو ہم نے اکیلے جانا ہے انہوں نے ایک ٹیم کی شکل میں جانا ہے اس لئے وہ ہم سے زیادہ طاقتور ہیں۔ ان کے پاس اپنے فنڈز ہیں جن کو وہ اپنی مرضی سے خرچ کریں گے ہمارے پاس اپنے کوئی فنڈز نہیں ہیں اس لئے یہ بات کی جائے کہ بلدیاتی نمائندوں کے پاس اختیارات نہیں ہیں تو یہ بات بھی درست نہیں ہے۔ میری تجویز یہی ہے کہ ایم پی ایز کو زیادہ empower کرنے کی ضرورت ہے ان کو اپنی طرف بھی ذرا توجہ دینی چاہئے۔ میری یہی گزارشات ہیں۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب قائم مقام سپیکر: چودھری صاحب! بہت شکریہ

ملک محمد احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، ملک صاحب!

ملک محمد احمد خان: جناب سپیکر! ایوان کی کارروائی ساری کی ساری ریکارڈ ہوتی ہے اور یہ path بنتی ہے۔ یہ بہت اہم بحث ہے۔ لوکل گورنمنٹ کا قانون اچنبے کی بات نہیں ہے کہ ہم اس کو out of nowhere لے کر آ گئے ہیں اور بنانے لگے ہیں۔ یہاں ابھی معزز ممبر انصاری صاحب بات کر رہے تھے تو اس سے تھوڑی بہت ambiguity پیدا ہو گئی کیونکہ یہ recorded path ہو گا۔ ان کی تقریر ایوان کی کارروائی کا حصہ بن جائے گی۔ پوائنٹ آف آرڈر کا صرف یہ مقصد نہیں ہے کہ میں نے کوئی تنقید کرنی ہے بلکہ اس کا مقصد یہ ہے کہ ایک ایسی چیز جو unnoticed by the Chair چلی گئی ہو۔ جناب! آپ کا فرض تھا کہ آپ نے اس کا notice لینا تھا۔ ان کا موقف یہ ہو کہ خواتین کی نمائندگی کے متعلق اگر

میں خواتین کے پاس جا کر کارنر میٹنگز کرتا ہوں تو میں ان کا نمائندہ ہوں تو یہ اس کی vires to the Constitution درست نہیں ہے۔ آئین پاکستان کا آرٹیکل 32 جو ہے یہ clearly stipulate special seats for peasant, workers and women کی ہیں۔ یہ تو آرٹیکل 32 کی compliance ہے، جب یہ ایوان کوئی law پاس کرے in accordance to the vires of the Constitution کرے تو اس ایوان پر یہ پابندی ہوگی کہ آپ نے جو بھی بل پاس کرنا ہے تو خواتین کی سپیشل سیٹیں اس کا حصہ ہوں گی اور جتنی زیادہ ہوں گی آئین کی اصل تشریح اور رُو کے مطابق وہ بات ہوگی۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صلاح الدین صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ جناب محمد توفیق بٹ صاحب!

جناب محمد توفیق بٹ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ **اِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ۔** عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے۔

جناب قائم مقام سپیکر: بے شک۔ محمد توفیق بٹ صاحب! تجاویز بھی دینی ہیں۔

جناب محمد توفیق بٹ: جناب سپیکر! انشاء اللہ تجاویز بھی دیں گے۔ عملوں کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ میں اس ایوان کو یہ یقین دلانا چاہتا ہوں، میں پورے وثوق سے حلفاً کہنا چاہتا ہوں کہ صاف اور اچھی نیت سے حکومت پنجاب نے اس بل کو پیش کیا ہے۔ وہ ممبران جو یہاں کھڑے ہو کر صرف تنقید کرتے ہیں میں ان کو کہنا چاہتا ہوں کہ پنجاب حکومت اور رانا ثناء اللہ خان نے ہمیں بھی کھلی اجازت دی ہوئی ہے اور ہم اپنی تمام تر تجاویز کھلے دل سے پیش کر سکتے ہیں اس میں کوئی پابندی نہیں ہے۔ یہ قانون ابھی پاس بھی نہیں ہوا، جو ممبران جماعتی اور غیر جماعتی الیکشن کی بات کر رہے ہیں تو اس کے لئے واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ یہ فیصلہ اسمبلی کرے گی کہ الیکشن جماعتی بنیاد پر ہوگا یا غیر جماعتی بنیاد پر ہوگا۔

جناب سپیکر! آپ سب کو پتا ہے کہ آج سے پہلے جتنے بھی بلدیاتی نظام آئے ہیں، اس نظام کو حکومتوں نے اپنے اختیارات کو بڑھانے کے لئے استعمال کیا ہے۔ کبھی کسی نے ریفرنڈم میں کامیاب ہونے کے لئے اس نظام کو بنایا اور کبھی کسی نے اپنی صدارت کو لمبا کرنے کے لئے اس نظام کو بنایا۔ یہ پنجاب کی تاریخ میں پہلا بل ہے کہ حکومت اور اسمبلی اختیارات لینے کے لئے نہیں بلکہ اختیارات دینے کے لئے قانون بنا رہی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ہمیں اس پر فخر ہے۔ میں اپنے فخر پنجاب خادم اعلیٰ پنجاب کو اور رانا ثناء اللہ صاحب کو اس بات پر مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ یہ اختیارات دینے کا credit ہمیں یعنی مسلم لیگ (ن) کو مل رہا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ میں آپ کے حکم کے مطابق بات کو مختصر کرتے ہوئے تجاویز کی طرف آتا ہوں۔ یونین کونسل کی سطح پر غیر جماعتی الیکشن ہونا ضروری ہیں۔ اپوزیشن کے بھائی اور بہنیں جس طرح تجاویز دے رہے ہیں وہ قابل تحسین ہے۔ یہ اچھے طریقے سے میٹنگز میں آتے ہیں اور ہم بھی بات کر رہے ہیں تو یہاں بہت اچھا ماحول ہے۔ میں غیر جماعتی الیکشن کے حوالے سے تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ یونین کونسل level پر کیوں الیکشن غیر جماعتی ہونے چاہئیں۔ اس میں ground reality یہ ہے کہ جب کسی امیدوار کو کسی جماعت کا ٹکٹ جاری کر دیا جاتا ہے تو نہ چاہتے ہوئے بھی لوگ اس کو ووٹ دیتے ہیں۔ میری تجویز یہ ہے کہ یونین کونسل level پر الیکشن غیر جماعتی ہو تاکہ اچھے سماجی رہنما اور نیک نام لوگ منتخب ہو کر یونین کونسل کے ممبر بن سکیں۔ یہ جس طرح میثاق جمہوریت کا کہہ رہے ہیں تو اس پر بھی میری تجویز ہے کہ جب میئر اور ڈپٹی میئر کے الیکشن ہوں تو ان کونسلروں اور چیئرمینوں کو یہ اختیار ہونا چاہئے کہ وہ جماعتی بنیادوں پر اپنے نمائندوں کو منتخب کر سکیں، نیچے غیر جماعتی اور اوپر جماعتی بنیادوں پر نمائندے منتخب کئے جائیں تاکہ میثاق جمہوریت کا ہمارا وعدہ بھی پورا ہو سکے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں یہ کہوں گا کہ village کونسل اور سٹی کونسل کا نظام پیش کیا گیا ہے یہ بھی بڑی اچھی نیت سے پیش کیا گیا ہے۔ میرے خیال کے مطابق یہ تفریق نہیں ہونی چاہئے کہ ضلع میں یونین کونسل ہو اور شہروں میں یونین کونسل نہ ہو تو میری تجویز ہے کہ شہروں میں بھی یونین کونسلیں ہوں، ضلع میں بھی یونین کونسلیں ہی ہوں اور نیچے نمائندگان کی تعداد میں اضافہ کرنا چاہئے۔ اگر ہو سکے تو خواتین کی تعداد میں اضافہ کرنا چاہئے اور ایک کی بجائے دو ہونی چاہئیں۔ اس کے ساتھ ساتھ اقلیتوں کے متعلق پابندی ہے کہ جس علاقے میں پانچ سو ووٹ ہوں گے وہاں ہی اقلیت کا نمائندہ ہوگا جبکہ میرے خیال میں اس کو پانچ سو سے کم کر کے کم از کم دو سو یا اڑھائی سو ووٹروں تک ہونا چاہئے یعنی جہاں دو سو ووٹ ہوں وہاں اقلیتوں کا نمائندہ ہونا ضروری ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ موجودہ Bill میں ہیلتھ اتھارٹی اور ایجوکیشن اتھارٹی بنانے کی تجویز دی گئی ہے جو بہت اچھا اقدام ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت ضروری تھا بلکہ اس کو ضرور شامل ہونا چاہئے۔ انشاء اللہ تعالیٰ میں اس ایوان کو یقین دلاتا ہوں کہ جب ہم یہ Bill پاس کریں گے تو ایوان کے تمام ممبران اگر اس

کو اتفاق رائے سے پاس کریں گے تو پنجاب کی تاریخ میں یہ ایک سنہرا Bill ہو گا جس کا تاریخ میں نام رہے گا۔ میری حزب اختلاف اور حزب اقتدار کے ممبران سے اپیل ہے کہ کیا ہی اچھا ہو کہ اس Bill کو اتفاق رائے سے پاس کیا جائے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب سبطین خان صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ چودھری علی اصغر منڈا! صاحب۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ رانا محمد ارشد صاحب!

رانا محمد ارشد: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کی مہربانی کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ یہاں پر بڑی اچھی باتیں ہوئیں اور میثاقِ جمہوریت کا نام بھی میرے کانوں نے سنا تو الحمدُ للہ ہمیں میثاقِ جمہوریت پر فخر ہے کہ وہ میثاقِ جمہوریت جو ہم نے پاکستان کے اندر جمہوریت کی مضبوطی کے لئے کیا تھا، ایک ڈکٹیٹر کی آمریت کے خلاف کیا تھا اور پاکستان کے آئین کو توڑنے والوں کے خلاف کیا تھا کیونکہ یہ پاکستان جمہوریت کی بنیاد پر ہی بنا تھا۔ یہ پاکستان کسی کی بندوق کی نوک پر نہیں بنا تھا اور کسی ڈکٹیٹر نے نہیں بنایا تھا بلکہ یہ ہم سب کے آباؤ اجداد نے بنایا تھا۔ یہاں پر 1960 میں ایک ایکٹ پاس ہوتا ہے جس کے کالے کرتوت بھی سب کے سامنے ہیں کہ مادرِ ملت محترمہ فاطمہ جناح کو کس طرح ہروایا گیا اور وہ تاریخ میں لکھا جا چکا ہے۔ اگر مادرِ ملت کو B.D ممبران اور چار ہزار ووٹروں کے ذریعے نہ ہروایا جاتا تو وہ ملک کی صدر بنتیں اور آج پاکستان کے حالات مختلف ہوتے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! ہمیں تاریخ کی اوراق گردانی کرنا ہو گی۔ اگر 1979 والا ایکٹ ہے تو وہ بھی ہمیں دیکھنا ہو گا لیکن 2001 میں کون سی خوبیوں والا نظام ہمیں لا کر دیا گیا اور یونین کونسلوں میں کون سی دُودھ کی نہریں بہہ گئی تھیں؟ میں 1997 میں ممبر ڈسٹرکٹ کونسل تھا اور 2001 میں بھی ناظم یونین کونسل بنا تھا۔ کہا یہ گیا تھا کہ ناظم کے بغیر تھانے میں ایف آئی آر درج نہیں ہو گی اور وہ فیصلے کریں گے لیکن جب ناظمین کے الیکشن ہو گئے تو ناظم پیچھے پیچھے پھرتا تھا کہ مجھے تھانے میں ایف آئی آر کی کوئی نقل دے دے کیونکہ ناظم کو بھی اس کی نقل 200 روپے کے بغیر نہیں ملتی تھی۔ ناظمین کے نیچے جو خواتین کی سیٹیں تھیں وہ بھی پوری یونین کونسل سے ووٹ لے رہی تھیں اور ناظم، نائب ناظم بھی یونین کونسل سے ووٹ لے رہے تھے۔ یونین کونسل کا ناظم elect ہونے کے بعد ضلع کونسل اور کارپوریشن کا ممبر بھی بن گیا۔ جن کے پاس بڑی بڑی گاڑیاں ہوتی ہیں وہی آٹھ دس دیہاتوں کا الیکشن contest کر سکتے ہیں۔ میرا point of view یہ ہے کہ اگر ایک بڑے گاؤں میں کوئی سید، راجپوت یا آرائیں ہے تو وہ برادری کی بنیاد پر ووٹ لے لے گا لیکن وہ مسلمان جو پاکستانی ہے، غریب ہے وہ کیسے ووٹ لے گا، وہ

میرے غفاریوں اور رحمانیوں کی نمائندگی کیسے کرے گا؟ وارڈ سسٹم ہونا چاہئے اور اگر اس میں قباحتیں ہیں تو اس پر بھی discussion ہونی چاہئے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ 1991 میں میاں محمد نواز شریف کے دَور میں ہی بلدیاتی الیکشن ہوئے پھر 1997 میں ہوئے اور انشاء اللہ اب بھی پنجاب سمیت پورے پاکستان میں بلدیاتی الیکشن ہوں گے کیونکہ یہ مسلم لیگ (ن) کے دَور میں ہی ہوتا ہے کہ grass-root level پر لوگوں کو اختیارات دیئے جاتے ہیں۔ ہم نے سپریم کورٹ کے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے 15۔اگست تک اس Bill کو پاس کر کے بھیجنا ہے۔یہاں پنجاب اسمبلی میں بھی discussion ہو رہی ہے لیکن معذرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ باقی اسمبلیوں میں ابھی تک discussion شروع نہیں ہوئی۔ پنجاب اسمبلی میں ہی daily سپیشل کمیٹی بیٹھتی ہے، کل پانچ گھنٹے لگاتار یعنی سوا دو بجے سے لے کر سات بج کر دو منٹ تک کمیٹی کام کرتی رہی اور پرسوں بھی بیٹھی رہی۔ ہمارے لئے اپوزیشن کے ممبران بڑے ہی قابل احترام ہیں کیونکہ ہماری بہنوں اور بھائیوں نے اچھی اچھی تجاویز دیں جن کو منسٹر لوکل گورنمنٹ نے بہت سراہا اور ہم سمجھتے ہیں کہ حکومتی بنچ اُس وقت تک مکمل نہیں ہوتے جب تک اپوزیشن کی رائے نہ آ جائے۔ ہم اپنے بھائیوں کو ساتھ لے کر چلنا چاہتے ہیں اور ایک ایسا نظام چاہتے ہیں جس میں غریب کو اختیارات ملیں اور غریب کے گھر کی دہلیز تک انصاف مہیا ہو۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ 2001 میں ناظمین بن گئے اور 2002 میں پولیس کا ایک نیا ایکٹ آ گیا جس میں انوسٹی گیشن اور آپریشن ونگ علیحدہ علیحدہ ہو گئے لیکن ہم اس میں بھی amendments لا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ہم ایجوکیشن اور ہیلتھ اتھارٹی بنا رہے ہیں۔ ہم ہیلتھ اور ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کو جیسے promote کرنا چاہتے ہیں اور نچلی سطح تک power دینا چاہتے ہیں وہ اسی صورت ممکن ہو سکتا ہے جب تک ہم یہ Bill پاس نہ کروا لیں۔ یہ ایک healthy discussion ہو رہی ہے، ہمارے میڈیا کے دو ممبر بھی کمیٹی کا حصہ ہیں جو اپنے مشورے دے رہے ہیں اور انشاء اللہ جو تجاویز آئیں گی ان کی روشنی میں یہ ایکٹ بنے گا۔ اب ممنون حسین صاحب بارہویں صدر elect ہوئے ہیں لیکن مجھے معذرت کے ساتھ یہ بھی کہنا ہے کہ تاریخ گواہ ہے کہ پاکستان کے پچھلے تیس بتیس سال کے عرصہ میں وہ چار مختلف لوگ صدر رہے جنہوں نے آئین کو توڑا، اپنی مرضی سے amendment کی اور خود ہی ملک کے صدر بن گئے۔ یہ جمہوریت ہمیں سبق سکھاتی ہے، جمہوریت کا تسلسل ہی پاکستان کی عوام کے حقوق کی ترجمانی ہے، یہی قائداعظمؒ اور علامہ اقبالؒ کے افکار کی ترویج ہے

اور یہی مضبوطی ہے۔ بیرونی طاقتور لوگ چاہے وہ امریکن ہوں یا انڈین ہوں ہم اُن کا ڈٹ کر مقابلہ بھی اسی صورت کر سکتے ہیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: راناصاحب! آپ مہربانی کریں اور تجاویز بھی دیں۔

رانا محمد ارشد: جناب سپیکر! لوکل گورنمنٹ ایکٹ کی مضبوطی غریب عوام کی مضبوطی ہے اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ empower کرنا چاہتے ہیں۔ میں آپ کا صرف ایک منٹ مزید لوں گا۔ جب میں 2001 میں ناظم تھا تو وہی فنڈ ناظم یونین کونسل لگا رہا تھا، وہی فنڈ تحصیل ناظم لگا رہا تھا اور وہی فنڈ ضلع کونسل کا ناظم لگا رہا تھا۔ اس کا check and balance ہونا چاہئے کیونکہ یہ کرپشن کا منبع تھا۔ پرویز مشرف نے جو آئین دیا تھا وہ اصل میں کرپشن کی ایک آماجگاہ بنا ہوا تھا لہذا ہمیں کرپشن سے پاک نظام چاہئے اور وہ نظام چاہئے جس میں غریب عوام کے حقوق کی ترجمانی کی جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہماری بہنوں کا جو کوٹا ہے، اگر وہ ایک سیٹ ہے تو اسے بڑھایا جائے۔ میں آپ کی وساطت سے یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ جنرل سیٹوں پر بھی ہماری بہنیں الیکشن میں حصہ لے سکتی ہیں اور اگر وہ ان سیٹوں پر حصہ لیں گی تو ان میں power بھی زیادہ آئے گی اور ہماری بہنوں میں سے بھی کوئی یونین کونسل کی چیئرپرسن بن سکے گی اور اقلیتی سیٹوں سے بھی کونسلر چیئرمین بن سکیں گے۔ اسی طرح کسان یا لیبر کی سیٹ سے آنے والے کونسلر بھی چیئرمین بن سکیں گے اور یہی اس نظام کی خوبصورتی ہوگی اور ہم سمجھتے ہیں کہ یہ نظام میاں محمد شہباز شریف صاحب کا وہ وژن ہے جسے انہوں نے عوام کی نبض کو سمجھتے ہوئے حقیقت میں لاگو کرنے کا فیصلہ کیا ہے اور انشاء اللہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ نظام بہتر ہوگا اور اپوزیشن والے ساتھی مزید تجاویز دیں تاکہ ایک اچھا نظام بنے اور وہ نظام بنے جو پاکستان کے عوام کے حقوق کی ترجمانی کر سکے۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ راناصاحب! ڈاکٹر نوشین حامد صاحبہ!

ڈاکٹر نوشین حامد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! اٹھارہویں ترمیم کے بعد پنجاب کے عوام کو بہت امید تھی اور وہ بہت optimistic تھے کہ اب یہ جو Province powers کو devolve کی گئی ہیں آئندہ آنے والے وقت میں لوکل گورنمنٹ کو بھی یہ powers اس level تک دی جائیں گی۔ ہمیں بہت امید تھی کہ autonomous bodies بنائی جائیں گی مگر ہم لوگ دیکھ رہے ہیں کہ اس کے اندر پارلیمنٹیرین اور بیوروکریسی کا بہت بڑا role رکھا گیا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ان لوگوں کی duties تو پہلے ہی Constitution میں defined ہیں اور ان پر پہلے بھی بہت ساری ذمہ داریاں ہیں اس لئے انہیں ان چیزوں میں involve کرنے کی ضرورت نہیں تھی۔ میں تھوڑی سی بات indirect

الیکشن کی کروں گا کہ اگر آپ مسودے میں الیکشن کے طریق کار کو دیکھیں تو ئیں جگہوں پر indirect election کا ذکر کیا گیا ہے جبکہ صرف چھ جگہوں پر direct election کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ Indirect election کو بہت سے لوگ defend کر رہے تھے مگر میں سمجھتی ہوں کہ اس کے کچھ drawbacks ہیں جن میں سب سے بڑا drawback جو ہے وہ pressure of the ruling party ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ہارس ٹریڈنگ اور کرپشن کے chances بھی اس میں بہت زیادہ بڑھ جاتے ہیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہاں پر non party basis کے متعلق ہو رہی تھی تو میرا خیال ہے کہ ہم لوگ 1985 کے الیکشن میں non party basis کا کافی خمیازہ بھگت چکے ہیں اور اس کا سب سے بڑا disadvantage یہ ہوتا ہے کہ جب اس level پر non party basis الیکشن ہوتا ہے تو اس کا کوئی ایجنڈا نہیں ہوتا اور سیاسی جماعتیں جن کے بارے میں ہم چاہتے ہیں کہ وہ grass roots level سے flourish کریں تو انہیں اس کا موقع نہیں ملتا۔ اس کے علاوہ برادری اور پیری مریدی کا سسٹم بھی بہت بڑی رکاوٹ ہوتی ہے کہ honest اور competent لوگ اوپر آئیں۔

جناب سپیکر! Representation کی بھی بہت بات ہوئی ہے اور خواتین کی نمائندگی کا بھی بہت ذکر ہو چکا ہے لیکن میں تھوڑی سی بات کروں گی کہ وہ بہت زیادہ reduce کر دی گئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ قائداعظمؒ کا فرمان ہم سب کو یاد ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ "کوئی بھی قوم اور ملک اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتا جب تک اس کی خواتین ان کے مردوں کے شانہ بشانہ نہ چلیں"۔ میرا خیال ہے کہ مجھے قائداعظمؒ کے فرمان کی کوئی جھلک اس بل میں نظر نہیں آ رہی۔ اس کی ایک چھوٹی سی مثال آپ اگر صرف لاہور کو دیکھ لیں تو یہاں پہلے 150 یونین کونسلوں میں 700 خواتین تھیں جو کہ 33 فیصد representation تھی مگر موجودہ بل میں صرف 25 کی تعداد کر کے ان کی نمائندگی 12 فیصد پر لائی گئی ہے۔ میرے خیال میں gender equality کے دعوے ہماری موجودہ حکومت کرتی ہے مگر اس پر ایک بہت بڑا question mark ہے۔ ویسے بھی reserve seats کے متعلق ہم روز اخبارات میں پڑھتے ہیں کہ آئے دن لوگ اسے چیلنج کر رہے ہیں اور پہلے ہی عدالتوں میں لوگ اس حوالے سے case کر رہے ہیں کہ یہ نہیں ہونی چاہئیں تو اس کی موجودگی میں دوبارہ سے خواتین کو reserve سیٹوں پر لایا جا رہا ہے جبکہ میں سمجھتی ہوں کہ ہماری خواتین capable ہیں کہ وہ الیکشن لڑ کر آ سکیں اور ویسے بھی nominated seats پر جیسا کہ میری بہن نے ذکر کیا کہ

favouritism بہت کام کرتا ہے اور میرٹ اس میں کم consider کیا جاتا ہے۔ پنچایت اور مصالحت انجمن بنانے کا کہا گیا ہے تو اس حوالے سے میری تجویز ہے کہ اس میں جو composition بن رہی ہے اس میں خواتین کی شرکت کو ایک لازمی جز قرار دیا جائے کہ وہاں خواتین کی percentage یا ایک دو خواتین کی نمائندگی کو لازمی کیا جائے۔

جناب سپیکر! ایک پوائنٹ اور ہے کہ جو revival of magistracy system کیا جارہا ہے تو یہ independent judiciary کے اوپر ایک بہت بڑا question mark ہے اور ویسے بھی اس بل کے اندر کہیں بھی واضح نہیں ہو رہا ہے کہ Law & Order situation کی ذمہ داری کس کے پاس ہوتی ہے۔ مزید یہ کہ اس بل کے مسودے میں community participation کہیں بھی نظر نہیں آ رہی حالانکہ اس سے پہلے Citizen Community Boards ہوتے تھے، village councils ہوتی تھیں اور neighbourhood councils ہوتی تھیں جن کے ذریعے community کی participation ہوا کرتی تھی مگر یہاں کہیں پر بھی community participation نظر نہیں آ رہی۔

جناب سپیکر! ایک Provincial Local Government Commission بنانے کے بارے میں اس بل میں بتایا گیا ہے جو کہ لوکل گورنمنٹ کی کارکردگی کو دیکھے گا۔ اس کی composition کچھ fair نہیں لگ رہی اس لئے کہ اس کے سارے ممبر صوبائی حکومت خود appoint کرے گی اور صرف ایک ممبر اپوزیشن لیڈر کی طرف سے ہوگا۔ میں سمجھتی ہوں کہ حکومت کے appointed نمائندوں کی موجودگی میں یہ کمیشن freely and fairly کام نہیں کر سکے گا۔ اس کی Clause-8(h) میں کہا گیا ہے کہ یہ کمیشن وقتاً فوقتاً Provincial اور National legislators کے ساتھ meetings رکھے گا۔ Ensure participation in development works تو legislators کا کام policy making اور legislation ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ انہیں development کے کاموں میں involve کرنا اور فنڈز کو ان کی discretion پر چھوڑنا مناسب نہیں ہے اس لئے اسے بھی review کیا جائے۔

جناب سپیکر! Local Governments کے functions جو ہمیں بتائے جا رہے ہیں جو اس مسودے میں موجود ہیں تو اس حساب سے یہ ہمیں بہت weak form میں نظر آ رہے ہیں۔ یونین کونسل اور ڈسٹرکٹ level پر ان کے functions بہت reduce کر دیئے گئے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے functions میں کوئی ایسے plans نہیں ہیں جن میں غربت، بے روزگاری، صحت، تعلیم، اکنامک

ڈویلپمنٹ اور دہشت گردی جیسی ساری چیزوں کو local level پر address کرنے کے لئے بھی کوئی تجویز نہیں دی گئی ہے اور rural areas کی یونین کونسلوں اور ضلع کونسلوں کو municipal facility کی کوئی بھی ذمہ داری اس کے اندر mention نہیں کی گئی مثلاً سیوریج، سیوریج ٹریٹمنٹ ڈسپوزل، سینی ٹیشن، solid waste collection اور sanitary disposal of solid liquid industrial and hospital waste وغیرہ کا بھی کہیں ذکر نہیں ہے۔ کیا یہ سمجھا جائے کہ ہمارے policy makers کو یہ احساس نہیں کہ 70 فیصد آبادی municipal facilities سے deprive ہو رہی ہے اور اس کا نتیجہ پھر یہ ہوتا ہے کہ جب یہ سہولیات نہیں ملتیں تو پھر rural urban migration کو فروغ ملتا ہے۔ لوگ ان چیزوں کی عدم موجودگی میں پھر شہروں کی طرف رُخ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! آخری بات یہ ہے کہ ڈسٹرکٹ ایجوکیشن اور ہیلتھ اتھارٹیز جو بنائی جا رہی ہیں میں یہ سمجھتی ہوں کہ نئی اتھارٹیز بنانے کی ہمیں ضرورت نہیں تھی کیونکہ ان چیزوں پر کام کرنے کے لئے پہلے ہی ہمارے پاس بہت ساری اتھارٹیز موجود ہیں جو کہ ان فیلڈز میں کام کر رہی ہیں۔ اگر انہی کو ہم لوگ کسی طرح سے ان کے ساتھ incorporate کر دیتے یا ان کے ساتھ کسی قسم کا same page پر لے آتے تو شاید یہ کام زیادہ effective ہوتا۔ لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ انہوں نے بہت ساری ایسی شقیں رکھی ہوئی ہیں جن میں جب بھی ضرورت پڑے گی تو powers یونین کونسلوں کو devolve کی جائیں گی تو میرا صرف یہ سوال ہے کہ وہ آئندہ کیوں، ابھی کیوں نہیں، وہ اس چیز کو clarify کر رہے ہیں کہ یہ powers انہیں ابھی کیوں نہیں دی جا رہیں؟ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب طارق مسیح گل صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آج صبح چار بجے سے شام چھ بجے تک موبائل فون بند کر دیئے گئے ہیں تو مجھے انتہائی افسوس ہوتا ہے کہ جب ہم جان بوجھ کر عوام کے مسائل اور دکھوں میں اضافہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ہماری یہ روایت بنتی جا رہی ہے کہ جو کام ہم سے نہ ہو سکے اس کا عوام پر وزن ڈال کر عوام سے سہولیات چھین لی جائیں۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! یہ وفاقی حکومت کا فیصلہ ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: نہیں، جناب! Suffer ہمارے لوگ کر رہے ہیں اور ہمیں سوچنا چاہئے۔ یہ "نظریہ رحمٰن ملک" ہے کہ موبائل فون بند کر دیں۔ آپ کے پاس پولیس ہے اور دوسری سکیورٹی ایجنسیاں ہیں جن پر لاکھوں اور کروڑوں روپے ہم لگا رہے ہیں تو ان سے کیوں یہ معاملات ٹھیک نہیں ہوتے۔ امن و امان، دہشت گردی کے مسئلے کو ٹیکنالوجی سے کنٹرول کریں اور ہم اسے اپنے law intelligence سے کنٹرول کریں۔ ہمارے پاس آسان حل ہے کہ موبائل فون بند کر دو۔ آپ کو اندازہ ہے کہ موبائل فون بند کرنے سے ماہ رمضان میں کاروبار کو کتنا نقصان ہوتا ہے اور لوگوں کا ایک دوسرے سے رابطہ ختم ہو جاتا ہے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! بہت شکریہ۔ یہ وفاقی حکومت کا فیصلہ ہے۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! جو ہمارے پاس وسائل available ہیں ان میں رہتے ہوئے ان مسائل کو حل کریں نہ کہ عوام کو یہ روز روز تکلیف دیں۔

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ جناب طارق مسیح گل صاحب!

جناب طارق مسیح گل: شکریہ۔ جناب سپیکر! شروع کرتا ہوں اس نام سے جس نے کہا I am the way, the truth and the life کہ راحت اور زندگی میں ہوں۔ آج اس ایوان میں جس بل پر بحث ہو رہی ہے اس میں پہلا پوائنٹ یہ ہے کہ بلدیاتی الیکشن جماعتی ہونے چاہئیں یا غیر جماعتی؟ میری تجویز یہ ہے کہ ہمارے الیکشن جماعتی بنیادوں پر ہونے چاہئیں کیونکہ بنیادی طور پر بلدیاتی ادارے پرائمری سکول کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جیسے ماں اپنے بچے کو پرائمری سکول میں اس لئے داخل کرواتی ہے کہ کل کو وہ ہائی سکول جائے گا، کالج جائے گا اور پھر یونیورسٹی جائے گا۔ وہاں سے علم حاصل کر کے اپنے ملک، قوم، والدین اور معاشرے کی خدمت کرے گا۔ اسی طرح جس جس انسان کو خدا نے ماں کے پیٹ میں لیڈر کی خوبیاں ڈال دی ہیں تو خدا یہ چاہے گا کہ اسے ایک ایسے نظام میں trained کیا جائے۔ بلدیاتی نظام ہمارا سب سے پہلا نظام ہے جو پرائمری سکول کی حیثیت رکھتا ہے۔ جب ہم ہائی سکول جاتے ہیں یعنی صوبائی اسمبلیوں میں جاتے ہیں، وفاق اور سینیٹ میں جاتے ہیں تو ہم جماعتی بنیادوں پر جاتے ہیں اسی طرح ہمیں یہاں پر بھی پارٹی کے پلیٹ فارم پر الیکشن لڑنا ہو گا تاکہ ہماری تربیت ہو اور ہمیں سکھایا

جائے کہ پارٹی کا ڈسپلن کیا ہوتا ہے، ملک میں کیا ہے، کیا پریشانی اور کیا ہلچل ہے ؟ اگر ہم پارٹی بنیادوں پر الیکشن کرواتے ہیں تو اس میں ہمارا فائدہ یہ ہے کہ ہم اپنے ملک کی بہتری کے لئے سوچ سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کو بتانا اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ جو لوگ قائد محترم کو یہ تجاویز دے رہے ہیں کہ غیر جماعتی الیکشن اس لئے کروایا جائے کہ پارٹی کے کارکنان ناراض ہو جاتے ہیں اور ناراض ہو کر دھڑابندی بنا لیتے ہیں۔ میں ان پارٹی کے عہدیداران اور کارکنان سے یہ التماس کرتا ہوں کہ ناراض ہونے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ میرے قائد نے جو بھی فیصلہ کیا ہے پہلے اس پر نکتہ چینی ہوتی تھی لیکن بعد میں انہی لوگوں نے کہا کہ قائد کا یہ فیصلہ بالکل ٹھیک تھا جیسا کہ جب پاکستان ایٹمی طاقت بنا تو میرے قائد میاں محمد نواز شریف کو اُس وقت کے امریکی صدر کلنٹن نے پانچ بار فون کیا اور کہا کہ تم ایٹمی دھماکا نہ کرنا اس میں نقصان ہے۔ میرے قائد نے کہا کہ نہیں پاکستان کی عزت کے لئے، پاکستان کی بہتری کے لئے اور پاکستان کی ترقی کے لئے تُو مجھے پانچ بار فون کرے گا میں چھ بار ایٹمی دھماکا کر کے پاکستان کو ایٹمی قوت بناؤں گا۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! اسی طرح خادم اعلیٰ پنجاب جب میٹرو بس کا سسٹم لا رہے تھے تو کئی پارٹی ورکروں اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ یہ ٹھیک نہیں ہے یہ وقت کا زیاں ہے۔ اس وقت لوگوں نے کہا کہ یہ جنگلا بس ہے، کوئی کچھ کہنے لگا اور کوئی کچھ کہنے لگا لیکن میرے قائد نے میٹرو بس کا پروگرام چلا کر یہ ثابت کیا ہے کہ یہ فیصلہ بالکل ٹھیک تھا۔

جناب قائم مقام سپیکر: آپ لوکل گورنمنٹ بل پر آجائیں تو زیادہ بہتر ہوگا۔ آپ ایجنڈے پر آجائیں۔

جناب طارق مسیح گل: میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ الیکشن پارٹی بنیاد پر ہونا چاہئے میری اس تجویز کو note کر لیا جائے۔ اس کے بعد دوسرے نمبر پر خواتین کی نشستوں کا مسئلہ ہے تو اس میں اضافہ بہت ضروری ہے۔ یہ نشستیں بہت کم ہیں ان میں اضافہ ہونا بہت ضروری ہے۔ میں آخر میں اپنی Minority کی بات کروں گا جس کی دعا سے مجھے میرے خدا نے یہاں بھیجا ہے۔ Minority کی نشستیں بہت کم ہیں۔ مجھے اس معزز ایوان میں کافی سارے بھائیوں خصوصاً اپوزیشن کے لوگوں نے یہ کہا کہ پہلی حکومت نے 150 یونین کونسل میں 150 ممبران کو elect کروایا تھا۔ 150 وہ تھے، 8 ڈسٹرکٹ میں تھے، 9 ممبران ٹاؤن میں تھے اور یہ کل 167 کی تعداد تھی۔ آج صرف 10 سیٹیں reserve پر ہیں۔ اتنا بڑا خلا ضرور ہے لیکن میں یہ ضرور بتاؤں گا کہ وہ 167 ممبران بااختیار نہیں بلکہ بے اختیار تھے۔ یونین کونسل میں میرے Minority کے ممبر کے پاس کوئی اختیار نہیں تھا بلکہ وہ اختیارات سے بالاتر ہو کر یونین کونسل

میں صرف حاضری لگانے جاتا تھا۔ مجھے ایسی نمائندگی اور ایسے electedلوگ نہیں چاہئیں۔ میری قوم چاہتی ہے کہ چاہے ہماری تعداد کم کر دی جائے لیکن ہمارا نمائندہ بااختیار ہو۔اس کے پاس اختیارات ہوں، اس کے پاس ثالثی اور مصالحتی عدالت کے اختیارات ہونے چاہئیں اس لئے جو حکومت گئی ہے اس میں Minority کے ممبران کے پاس کوئی ثالثی و مصالحتی عدالت نہیں تھی۔ وہ اپنی community کا فیصلہ کرنے سے بالاتر تھا اس کے پاس کوئی اختیار نہیں تھا کہ وہ اپنی community کے لئے کوئی فیصلہ کر سکے۔ میری community کا جو کرسچیئن لاء ہے، جو بائبل ہے اس کے مطابق میرا مسلمان بھائی فیصلہ کرنے سے بے خبر ہے۔اس کو نہیں پتا کہ ہمارے مذہب میں divorce کا کھاتا نہیں ہے اس لئے جو minority کا elected member ہوگا اس کو اگر مصالحتی اور ثالثی عدالت کے تمام تر اختیارات دے دیئے جائیں گے تو وہ اپنی قوم، اپنی minority، اپنے لوگوں اور اپنی سوسائٹی کے تمام problems کو حل کرنے کی اہلیت رکھے گا۔ میں اپنے قائدین کو یہ تجویز دوں گا کہ خدا کے لئے یہ مخصوص نشستوں والے مسئلے کو ختم کیا جائے اور میری قوم کے elected members لئے جائیں۔ چاہے ہمیں دس ممبران ہی دے دیئے جائیں۔ میں ایک شہر لاہور کی بات کروں گا پھر آپ پورے پنجاب کو اس طرح divide کر سکتے ہیں۔پورے لاہور میں اگر آپ ہمیں دس ممبران دیتے ہیں تو ہم agree ہیں لیکن ان کو الیکشن لڑنے کی اجازت دی جائے تاکہ وہ اپنی community سے ووٹ لیں۔ جس community کے پاس ووٹ دینے کا حق نہ ہو، وہ اپنی قوم کے لیڈر کو ووٹ نہ دے سکے تو اس قوم کا کیا پُرسان حال ہوگا؟ میرے بھائی نے ابھی یہاں کہا کہ minority کے لوگ ہمارے ایجنٹ بنتے ہیں، ہمیں ووٹ دیتے ہیں اور ہماری campaign چلاتے ہیں۔یہ تو ہو گیا میرے بھائی، ہم پاکستانی ہیں یہ ہم کریں گے، ہم چلیں گے، ہم door to door جاکر campaign چلائیں گے، اپنی پارٹی اور اپنے قائد کے لئے دن رات محنت بھی کریں گے لیکن ہمیں اپنے لیڈر کو ووٹ دینے کا حق دے دیا جائے۔ ہم چاہتے ہیں کہ ہم بھی اپنے ممبران elect کروائیں تاکہ اس ایوان میں آکر ان کو بھی ڈر ہو، ان کو بھی خطرہ ہو کہ ہم اپنی قوم کی بات کریں گے۔ جو selected member ہوتا ہے وہ پارٹی کی بنیاد پر کام کرتا ہے لیکن جب وہ elect ہو کر آئے گا تو وہ اپنی قوم کی بات کرے گا۔اس کے ذہن میں یہ بات ہوگی کہ میں نے کل کو اپنی قوم کے پاس ووٹ لینے کے لئے جانا ہے۔ میری اپنے قائدین سے humble request ہے کہ آپ ہمیں اس بلدیاتی نظام میں ووٹ کا حق دیں ہمارے نمائندے elect ہو کر بلدیہ کے ایوان میں جائیں تاکہ اپنی community کی بات کر سکیں۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ نبیلہ حاکم علی خان!۔۔۔تشریف نہیں رکھتیں، جناب محمد وحید گل!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے، چوہدری محمد اشرف وڑائچ!

چوہدری محمد اشرف وڑائچ: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ بڑی لمبی بحث اور بات بلدیات کے اس Bill پر ہوئی جو کہ ہم پاس کرنا چاہ رہے ہیں ہمارے وزیر قانون صاحب نے کھلے دل سے اپوزیشن اور ایوان کے تمام معزز ممبران کو یہ دعوت دی ہے کہ آپ اپنی تجاویز دیں ہم انشاءاللہ ان کو consider کریں گے اور ان میں سے جو اچھی تجاویز ہوں گی ان پر عمل کریں گے۔ اس پر میں وزیر قانون صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں کیونکہ انہوں نے بہت اچھے طریقے سے اس Bill کو handle کرنے کی کوشش کی ہے اور میرا خیال ہے کہ انشاءاللہ یہ Bill unanimously pass ہوگا کیونکہ اس Bill کے پیچھے کوئی ڈکٹیٹر ہے اور نہ ہی کسی اور کا ہاتھ ہے بلکہ اس کے پیچھے اگر کوئی ہاتھ ہے تو وہ عوام کے منتخب نمائندوں کا ہے۔ میرے قائد میاں محمد شہباز شریف، میاں محمد نواز شریف اور ہم انشاءاللہ عوام کو بنیادی حقوق اور بنیادی طاقت دینا چاہتے ہیں۔ عملی طور پر اس سلسلے میں باقاعدگی سے رانا ثناء اللہ خان کی موجودگی میں کمیٹی کی meeting ہو رہی ہیں۔ میں ان کا شکر گزار ہوں کہ انہوں نے یہ بہت اچھا قدم اٹھایا ہے اور اپوزیشن سے بھی درخواست کرتا ہوں کہ وہ بے جا تنقید نہ کریں اور انشاءاللہ ہم اس Bill کو متفقہ طور پر پاس کریں گے۔ باقی اس سلسلے میں proposals مانگی گئی ہیں۔ میرا ایریا دیہاتی ہے اور میں رورل ایریا سے تعلق رکھتا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ یونین کونسل کی تعداد پانچ کی بجائے اگر سات یا نو کر دی جائے تو اس میں زیادہ بہتری آجائے گی۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: جی، آپ ممبران کی تعداد کی بات کر رہے ہیں؟

چوہدری محمد اشرف وڑائچ: جناب سپیکر! اگر ممبران کی تعداد پانچ کی بجائے سات یا نو کر دی جائے تو میرے خیال میں تمام آبادی کی نمائندگی بھی ہو جائے گی اور دیہاتوں کا ایریا جو کہ چھوٹے چھوٹے گاؤں پر مشتمل ہوتا ہے تو اس طرح ہر گاؤں سے تقریباً ایک نمائندہ آجائے گا۔ اگر ممبران کی تعداد نو کر دی جائے تو سب سے بہتر ہے لیکن اگر ممبران کی تعداد سات بھی ہو تو بھی feasible ہے باقی جہاں تک وارڈ سسٹم ہے تو میرے خیال میں دیہاتی ایریا میں لڑائی کی بنیاد چھوٹا وارڈ سسٹم ہے ان کی لڑائیاں مستقل نسل در نسل چلتی ہیں۔ ان لڑائیوں کو ختم کرنے کے لئے متناسب نمائندگی والے سات یا نو ممبران ہوں۔ ان میں سے پہلے سات ممبران کو منتخب ممبران سمجھا جائے۔ اس طرح جھگڑے کم از کم ہوں گے۔ باقی اگر

آپ چیئرمین اور وائس چیئرمین کا بھی براہ راست انتخاب کروالیں تو اس میں بھی جھگڑے کا بہت کم چانس رہ جائے گا، جو بھی ووٹ لے کر آئے گا وہ چیئرمین یا وائس چیئرمین بن جائے گا اور ممبران بھی اسی طرح آجائیں گے۔ میں چاہتا ہوں کہ ڈسٹرکٹ کونسل کے لئے ایک علیحدہ حلقہ ہو، اس میں سے ایک علیحدہ ممبر منتخب ہو جو پورے ڈسٹرکٹ کے لئے کام کرے اور براہ راست عوام کے ووٹ سے منتخب ہو۔ میرے خیال میں یہ ساری تجاویز ہمارے لوکل سسٹم کو مضبوط کریں گی اور میں سمجھتا ہوں کہ اسی پر عمل کر کے بہتر سے بہتر طور پر یہ Bill بنایا جا سکتا ہے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: محترمہ شُنیلا رُوت صاحبہ!

محترمہ شُنیلا رُوت: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ شروع کرتی ہوں یسوع المسیح کے نام سے جو بڑا مہربان اور بڑا قادر ہے

جناب سپیکر! یہ بحث جو دو تین دن سے on the Punjab Local Government Bill چل رہی ہے میں آپ کی توجہ اس Bill کی طرف دلانا چاہتی ہوں۔ جب ہم کسی بھی کتاب یا کسی بھی document یا کسی بھی کہانی کو پڑھتے ہیں تو سب سے پہلے جو پڑھے لکھے لوگ ہیں وہ اس کا Preamble پڑھتے ہیں یا Introduction پڑھتے ہیں اور پھر اس کے آخری دو تین pages پڑھتے ہیں پھر اس سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ اس کتاب اور اس document میں کیا ہے۔ جب میں اس Bill کو دیکھ رہی تھی تو شروع میں جو Preamble ہے اس کو آپ نے بڑا hotchpotch کر دیا ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ شروع میں آرٹیکل 140(A) کا اور 32(B) کا ذکر کرتے لیکن ایسا نہیں ہوا۔ آپ نے ضرور آرٹیکل کا بھی ذکر کیا ہے اور اس کے الفاظ تو دیئے ہیں لیکن اس کو تھوڑا mix up کر دیا ہے۔

The opening sentence should have been read as in pursuance of the Article 140(A) & (B) of the Constitution of Pakistan.

اور پھر وہ quote آنی چاہئے تھی اس کے بعد elected representatives of the local government یہاں پر ختم ہو جانا چاہئے تھا کیونکہ Article یہاں پر ختم ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد آپ نے اس کے purpose اور goal کو clarify کرنے کی کوشش کی اور اس کے اندر ہم نے equality of all citizens کا بالکل ذکر نہیں کیا۔ To promote good governance میں یہاں پر ایک phrase add کرنا چاہوں گی اور جو recommend کرنا چاہوں گی وہ یہ ہے کہ:

> "Equality of all citizens including women and non Muslims."

یہ ایسا سیکشن ہے جن کو اکثر ہم بھول جاتے ہیں اور اس کے بعد اس کو اس طرح کرنے سے اس کی زیادہ clarification---

(اذان ظہر)

جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہی تھی کہ:

Second para should clarify the purpose and goals for creating local body government.

اس میں

"Equality of all citizens including women and non Muslims."

اس بات کو مدنظر رکھا جائے اور ان کو بھی include کیا جائے۔ میں آپ کی وساطت سے لاء منسٹر سے عرض کرنا چاہتی ہوں کہ وہ بہت دانشمند اور سینئر وزیر ہیں، لاء میں ان کا بہت تجربہ ہے، جب ہم سکول میں پڑھتے تھے، میں نے کیتھڈرل سکول اور کنیئرڈ کالج سے پڑھا اور ایف سی کالج سے ماسٹرز کیا تو ہمیں ہمارے استاد یہ سکھاتے تھے کہ جو چیز آپ produce کرنے جا رہے ہیں that should be perfect. کسی کو موقع نہیں ملنا چاہئے کہ اس میں یہ غلطی ہے۔ منسٹر صاحب نے جو بل پیش کیا ہے ایسے لگتا ہے کہ اس بل کے کچھ حصے ادھر سے لے لئے ہیں، کچھ ادھر سے لے لئے ہیں۔ یہ بڑا ہی disjointed سا بل ہے کوئی چیز کسی سے connect نہیں ہو رہی۔ مجھے نہیں پتا کہ انہوں نے ایسا کیوں کیا؟ ایسا ہونا نہیں چاہئے تھا۔

جناب سپیکر! ہمارے minorities کے منسٹر جناب خلیل طاہر سندھو اس وقت ایوان میں موجود نہیں ہیں، بڑے ہی ہونہار، لائق اور محنتی وزیر ہیں انہوں نے کمیٹی میں ایک بات کہی کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں تو non-Muslims exist ہی نہیں کرتے میں آپ کی وساطت سے ان کو بتانا چاہتی ہوں کہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں 18 سے 20 ہزار رجسٹرڈ غیر مسلم ووٹر ہیں وہ ذرا اس کو correct کر لیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات ہم اس بل کو بار بار پڑھتے ہیں مگر اس میں devolution کا ذکر کہیں بھی نظر نہیں آتا، مقامی سطح پر اور نہ ہی ڈسٹرکٹ کی سطح پر۔ جب کہ آپ نے اس بل کے Preamble میں بھی ذکر کیا کہ ہم آرٹیکل 140 کو follow کر رہے ہیں اور Conclusion میں بھی

آپ نے آرٹیکل (140(A اور (32(B کا ذکر کیا ہے لیکن جب آپ بل کو درمیان سے پڑھیں تو اس میں یہ چیزیں نظر نہیں آتیں۔

There is too much interference and authority is to be seen by the Provincial Government.

اور پھر یہ جو آپ مجسٹریٹ سسٹم لے کر آنا چاہتے ہیں یہ بھی جوڈیشری کی نفی ہے اس کو بھی ختم کرنا چاہئے اور میری تجویز یہ ہے کہ:

> All authorities and powers should be derived from the provincial government and bureaucrats and should be devolved to the elected members in the local government.

جناب سپیکر! دوسری بات میں Party based elections کی کرنا چاہتی ہوں، میں سمجھتی ہوں کہ یہ بہت ضروری ہے کہ party based elections کروائے جائیں۔ یہ پرائمری سکول نہیں بلکہ نرسری ہے اور نرسری میں ہی بچہ سیکھتا ہے اگر ہم ان کو party میں رہنے کا discipline، پارٹی کے ساتھ چلنے کا طریق کار نرسری level پر نہیں سکھائیں گے تو آگے جا کر یہ لوگ بہت un-disciplined ہوں گے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جب پارٹی کی بنیاد پر الیکشن ہوتا ہے تو سکریننگ ہو جاتی ہے اور اچھے لوگ سامنے آتے ہیں جو اس علاقہ یا یونین کونسل کے لئے بہتر ثابت ہوتے ہیں لہذا میں پُرزور حمایت کرتی ہوں کہ party based elections ہونے چاہئیں اور non-party based elections نہیں ہونے چاہئیں۔

جناب سپیکر! تیسری بات میں یہ کرنا چاہتی ہوں کہ minority لفظ استعمال کرنے سے پرہیز کیا جائے ہمیں Non-Muslims کہیں کیونکہ جب آپ ہمیں minorities کہتے ہیں تو آپ ہمیں دیوار کے ساتھ دھکیل دیتے ہیں اور اس کے بعد ہمارے پاس نہ تو کوئی اختیار ہوتا ہے، ہمیں لگتا ہے کہ ہم foreigners ہیں، ہم باہر سے آئے ہوئے ہیں، We are non-Muslim citizens of Pakistan. ہم پاکستان کے باشندے ہیں، ہم یہاں پر پیدا ہوئے اور Indus civilization میں ہم اسلام سے پہلے یہاں موجود تھے اس لئے مہربانی کر کے ہمارے لئے minorities کا لفظ استعمال نہ کیا جائے۔ اب میں خواتین اور غیر مسلم کونسلرز کی بات کروں گی۔

Women, non-Muslims and General Councilors, they all should come through direct elections not through indirect elections. We need to ensure full participation of non-Muslim citizens in all tiers of local body system. One seat should be allocated per ward or U.C, wherever they are in residence.

یہ number game نہ کریں، کبھی بھی ایسا نہیں ہوتا کہ non-Muslims کا ایک گھر بھی نہ ہو، دس بارہ گھر ضرور ہوتے ہیں اس لئے یہ number game نہ کریں بلکہ جہاں پر بھی وہ رہ رہے ہیں وہاں پر ان کو بھی اس میں شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر! چوتھی بات یہ کروں گی کہ یہ جو urban and rural divide ہے،

Pakistan is a signatory to the international treaty which doesn't permit urban and rural divide.

اس لئے ہمیں اس سے بھی پرہیز کرنا چاہئے اور جو ہم نے international treaty sign کیا ہے ہمیں اس کی respect کرنی چاہئے۔ اس کے علاوہ delimitation پر بات ہوئی، ہم سمجھتے ہیں کہ delimitation الیکشن کمیشن کے اختیار میں آتی ہے لہذا الیکشن کمیشن delimitation کرے۔ ایک اور بات یہ کہ:

Gender balance has not been maintained in this Bill.

جناب سپیکر! ہمارا آئین کہتا ہے کہ خواتین کو ہر سطح پر نمائندگی دی جائے لہذا میری یہ تجویز ہے کہ خواتین کو 33 فیصد نمائندگی دی جائے اور اس 33 فیصد میں غیر مسلم خواتین کو بھی 3 فیصد نمائندگی دی جائے کیونکہ ہوتا یہ ہے کہ ہماری غیر مسلم خواتین کو خواتین کی مخصوص نشست پر کوئی نشست نہیں دی جاتی، ہماری خواتین کے بھی بہت سے مسائل ہیں انہوں نے بھی اپنے علاقوں اور گلی محلوں کے مسائل حل کرنے ہوتے ہیں لہذا یہ بہت ضروری ہے کہ ہم ان کو بھی اس میں نمائندگی دیں۔ میں یہ کہنا چاہوں گی کہ خواتین کو آپ جو بھی ذمہ داری دیں، جو بھی کام دے دیں وہ بہت دلچسپی، خوش اسلوبی، ایمانداری اور commitment کے ساتھ کرتی ہیں اس لئے اگر ہم نے ایک اچھا سسٹم لانا ہے تو خواتین کو بھرپور نمائندگی دی جائے۔ اس کے علاوہ اس بل میں لاء اینڈ آرڈر کی situation اور terrorism کے حوالے سے کوئی بھی بات نظر نہیں آئی، جس دور سے ہم گزر رہے ہیں روزانہ ہمارا اخبار لاء اینڈ آرڈر کی situation سے بھرا ہوتا ہے۔ کہیں نہ کہیں ایسے واقعات ہوتے ہیں اس کے علاوہ خاندانوں میں

گھروں میں عورتوں کے اتنے مسائل ہیں لہذا میں سمجھتی ہوں کہ اس بل میں اس issue کو لانا بھی بہت ضروری ہے اس لئے میری یہ تجویز ہے کہ اس کو بھی بل کا ایک important segment بنایا جائے۔

جناب سپیکر! میرے بہت سے بھائیوں نے کرپشن کی بات کی کہ لوکل باڈی سسٹم میں اگر ہم ناظم کا عہدہ اور اختیارات دے دیں تو کرپشن کی جاتی ہے۔ کرپشن کس ادارے میں نہیں ہے؟ مجھے گورنمنٹ کا ایک ادارہ بتا دیں، ایک ایسے ادارے کی نشاندہی کر دیں جہاں کرپشن نہیں ہو رہی۔ چاہے وہ مرکزی حکومت ہے، صوبائی حکومت ہے، لوکل باڈیز ہیں، چاہے وہ کوئی بھی ادارہ ہے سرکاری، نیم سرکاری یا پرائیویٹ ادارہ ہے کرپشن ہمارے ملک کا وتیرہ بن چکی ہے۔ لہذا اس کو روکنے کے لئے ہمیں اپنے attitudes change کرنے ہوں گے، ہمیں ایسے لوگ لے کر آنے پڑیں گے جو committed اور honest ہوں۔ اس طریقے سے ان کو دھکیل کر ہم کرپشن کو نہیں روک سکتے۔ اس کے علاوہ میں یہ کہوں گی کہ:

> All the authorities should be under the district and the direct control and authority of local government i.e. TEPA, PHA, Corporation, Slaughter House, LMC, LTC, Rescue 1122, Punjab Food Authority, Health, Education Authority, Price Control.

یہ ساری چیزیں لوکل باڈیز ایکٹ کے direct control میں ہونی بہت ضروری ہیں۔ یہاں پر کارپوریشن کا بھی ذکر ہوا ہے، انہوں نے فرمایا ہے کہ ہم نے یہ تُرکی کی کمپنی کو دے دی ہے لیکن مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آئی کہ ہم نے یہ ان کو کیوں دے دی ہے؟ لوگ جو وہاں کام کرتے ہیں ان کے ساتھ بہت زیادتی ہوتی ہے، ان کی تنخواہوں سے اتنی زیادہ کٹوتی ہو جاتی ہے، اس کے علاوہ ان کو چھٹی بھی نہیں دی جاتی اور گورنمنٹ ڈیپارٹمنٹ میں ان کو جو benefits ملتے تھے وہ benefits بھی ختم ہو گئے ہیں۔ مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آئی کہ ہماری حکومت نے یہ ظلم کارپوریشن کے ملازمین کے ساتھ کیوں کیا ہے؟ اس لئے میں چاہتی ہوں کہ گورنمنٹ اس کارپوریشن کا کنٹرول بھی اپنے پاس واپس لے۔ اس کے علاوہ میں یہ بھی عرض کروں گی کہ کارپوریشن کے ملازمین کی hiring and firing authority بھی چیف منسٹر یا بیوروکریٹس کی بجائے میئر کے پاس ہونی چاہئے بلکہ ساری اتھارٹی میئر کے پاس ہونی چاہئے۔ اس کے بعد کمیٹیوں کے متعلق عرض کروں گی کہ ہم جو کمیٹیاں بنائیں گے۔

There should not be less than twelve members and they all should be elected members.

کیونکہ جو elected members ہوتے ہیں ان کو ہٹانا تھوڑا مشکل ہوتا ہے ہم جب pick and choose کرتے ہیں تو اس میں اپنی مرضی کرتے ہیں اور اپنی مرضی سے ان کو ہٹا بھی دیتے ہیں اس لئے میری یہ proposal ہو گی کہ:

Members should not be less than twelve in committees.

Thank you.

جناب قائم مقام سپیکر: شکریہ۔ رائے منصب علی صاحب!۔۔۔تشریف نہیں رکھتے۔ جناب محمد عارف عباسی!

رائے منصب علی خان: جناب والا! میں تو بیٹھا ہوں۔

جناب قائم مقام سپیکر: میں معذرت چاہتا ہوں. I am very sorry آپ بات کریں۔ جی، رائے صاحب!

رائے منصب علی خان: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ۔ میں ساری باتیں to the point کروں گا اور آپ کا زیادہ وقت بھی نہیں لوں گا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ موجودہ حکومت نے یہ بہت اچھا کیا ہے کہ تمام معزز ممبران کی اس بل پر رائے لی ہے۔ جب اس رائے کا رزلٹ نکلے گا وہ تو بعد کی بات ہے لیکن ہمیں بڑی اُمید ہے کہ ہماری رائے کو اہمیت دی جائے گی۔ سب سے پہلی بات یونین کونسل کی ہے اور میں صرف دیہی آبادی کی بات کروں گا۔ یونین کونسلوں میں تیس ہزار آبادی کی شرط رکھی گئی ہے لہذا میری یہ گزارش ہو گی کہ مہربانی فرما کر اسے پندرہ سے بیس ہزار تک کر دیا جائے تاکہ ہر آدمی کی direct approach ہو جائے۔ چیئرمین اور وائس چیئرمین کو تیس ہزار آبادی کا الیکشن لڑنے کے لئے ایک ایم پی اے کا الیکشن لڑنا پڑ جائے گا لہذا میری یہ گزارش ہو گی کہ اس کی زیادہ سے زیادہ آبادی بیس ہزار کر دی جائے۔ اس کے علاوہ اس میں ایک بہت بڑی شرط ہے جس پر حکومت نے غور کیا ہے اور نہ ہی کسی نے point out کیا ہے میں وہ point out کرنا چاہتا ہوں، وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان اس وقت تشریف نہیں رکھتے۔۔۔

جناب قائم مقام سپیکر: ان کے behalf پر ڈھلوں صاحب بیٹھے ہوئے ہیں اور اس کے علاوہ سیکرٹری لوکل گورنمنٹ بھی یہاں پر موجود ہیں۔ آپ اپنی بات کریں۔

رائے منصب علی خان: جناب والا! میرا اہم point یہ ہے کہ حلقہ بندی دوبارہ ہو گی، حلقہ بندی میں پٹوار سرکل کی شرط لگا دی گئی ہے۔ شہروں میں تو It doesn't matter وہاں تو محلے ہوتے ہیں دیہاتوں کے متعلق عرض کروں گا، آپ بھی ماشاء اللہ بہت بڑے زمیندار ہیں۔ پٹوار سرکل 1906 سے لے کر 1924 تک بنتے رہے، اس کے بعد سوائے چک بندی کے ان میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔ اب اس وقت جو پٹوار سرکل بنے ہوئے ہیں وہ کہیں تو سات کلو میٹر لمبے ہیں اور آدھا کلو میٹر چوڑے ہیں۔ اس میں اگر ہم amendment نہیں کرتے تو پھر اس وقت کوئی یونین کونسل اِدھر جا رہی ہے، کوئی اُدھر جا رہی ہے۔ آپ اس میں یہ مہربانی کریں کہ پٹوار سرکل کی پابندی کو لازماً ختم کر دیا جائے اور جو نزدیکی areas ہیں، ان مواضعات کو شامل کر کے یونین کونسل بنائی جائے۔ میں اس پر کئی دفعہ پہلے بھی بات کر چکا ہوں آج رانا صاحب نے میٹنگ بھی بلائی ہے ان کو بھی request کروں گا اور آپ کے توسط سے یہ پیغام بھی پہنچا رہا ہوں کہ پٹوار سرکل پر ضرور غور فرمائیں۔

جناب سپیکر! تیسری میری گزارش یہ ہے کہ جہاں پر Christian population نہیں ہے یا پانچ سو سے کم ہے وہاں پر ان کا نمائندہ نہیں ہو گا۔ آپ یقین کیجئے کہ میرے حلقے کی آٹھ یونین کونسلوں میں Christian population ہے ہی نہیں۔ اب وہ کیا کریں گے باہر سے کوئی بندہ لے آئیں گے اور اس کو کھڑا کر دیں گے پھر اس کا کیا فائدہ ہو گا؟ گورنمنٹ کا یہ ایک احسن اقدام ہے، بے شک اس کی آبادی کو پانچ سو سے چار سو کر لیں لیکن کریں وہاں جہاں ان کی آبادی ہو۔ اس کے بعد اب میں ایک تکلیف دہ بات کرنا چاہتا ہوں، یہاں پر یہ فرما رہے ہے کہ یونین کونسل میں لیڈیز ایک کی بجائے دو ہوں یا کم از کم ایک تو ضرور ہو۔ میری اس سلسلے میں گزارش ہو گی کہ ڈسٹرکٹ کونسلوں میں یا اوپر بے شک عورتوں کو میری بہنوں کو نمائندگی دی جائے مگر یونین کونسلوں میں نہ دی جائے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ہماری یونین کونسلوں میں جو لیڈی منتخب ہوتی ہے اس بے چاری کو تو کچھ پتا بھی نہیں ہوتا، لوگ وہاں پر کمیوں کو آگے کر دیتے ہیں کیونکہ زمیندار اپنی بچیوں کو، بیٹیوں کو نہیں لاتے اگر ایسا ہے تو پھر اس کا فائدہ کیا ہے؟ سوائے اس کے کہ وہ اس کو چار، پانچ سو روپے دیں گے اور ووٹ لے لیں گے اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ اس کرپشن کو ہم شروع میں ہی ختم کر دیں تو بہتر ہو گا اور اگر آپ ضروری سمجھیں تو کسان کی سیٹ ایک کی بجائے دو کر دیں۔ خواہ مخواہ ان عورتوں کو بٹھانا جو بے چاری کپڑا اوڑھ کر ایک سائیڈ پر بیٹھ جائیں گی ان کو یہ بھی پتا نہیں ہو گا کہ کیا پاس ہو رہا ہے، کیا فیل ہو رہا ہے؟ اس وقت ہماری جو بہنیں صوبائی اسمبلی میں آئی ہوئی ہیں ماشاء اللہ قابل ہیں یہ یہاں پر بات کرتی ہیں، مشورے دیتی ہیں ان

کا یہاں ہونا ٹھیک ہے البتہ یونین کونسلوں میں، میں دعوے سے کہتا ہوں اور آپ بھی ماشاء اللہ زمیندار ہیں اس کے علاوہ بھی یہاں پر کافی دوست بیٹھے ہیں جن کا تعلق دیہاتوں سے ہے کوئی یہ بتادے کہ اس کی بہن، بیٹی یا اس کی بیوی یونین کونسل کی ممبر ہو اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ ایک خانہ پُری والی بات ہے جس کا فائدہ کوئی نہیں ہے۔

جناب سپیکر! آخری میری تجویز یہ ہے کہ ممبر ڈسٹرکٹ کونسل اور چیئرمین کا جو چناؤ ہو اس میں صرف منتخب لوگ ووٹ دیں۔ جس طریقے سے ہمارے پانچ یا سات ممبران یونین کونسل میں منتخب ہو جاتے ہیں۔ جب چیئرمین کا چناؤ ہو تو وہ ممبران جو indirect election کے ذریعے منتخب ہوں وہ چیئرمین کے چناؤ میں شامل نہ ہوں ورنہ وہ بے چارے بھی اسی طریقے سے ووٹ دے جائیں گے جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے اس لئے باقاعدہ منتخب لوگ چیئرمین کو منتخب کریں، اس طریقے سے ایک solid union council وجود میں آ جائے گی اور یہی طریقہ چیئرمین ڈسٹرکٹ کونسل کے لئے بھی ہو۔ اس کے علاوہ یونین کونسل کا چناؤ ان ممبران سے نہ ہو اگر ہو تو وہاں پر ایک ممبر ڈسٹرکٹ کونسل direct سارے حلقے سے چنا جائے۔ اس کا فائدہ یہ ہو گا کہ ہماری ڈسٹرکٹ کونسل کامیاب رہے گی۔ یہ میری چند ایک معروضات تھیں جو میں نے آپ کے گوش گزار کر دی ہیں۔ مہربانی

جناب قائم مقام سپیکر: رائے صاحب! بہت شکریہ۔ جناب محمد عارف عباسی!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! میں لوکل گورنمنٹ کے بل میں میونسپل کمیٹیوں، ڈسٹرکٹ کونسلوں اور کارپوریشنوں کے الیکشن کی طرف آپ کی توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ میرے پاس لوکل باڈیز بل کی کلاز نمبر 13 ہے اس میں انہوں نے لکھا ہے کہ جب بھی ڈسٹرکٹ کونسل کے چیئرمین کا الیکشن ہو گا اس وقت جو ممبران حاضر ہوں گے ان کی majority سے ہو گا۔ اپوزیشن کے لوگ ویسے بھی نظر انداز کئے جاتے ہیں generally ہمارا جو معاشرہ ہے، ہماری جو روایات چلی آ رہی ہیں، اس کے تحت ہم بلدیاتی اداروں کی سربراہی کے لئے کچھ بھی کر سکتے ہیں۔ میری یہ suggestion ہے کہ اس میں present majority کی بجائے total majority کو 51 فیصد کر دیا جائے۔ کسی بھی ڈسٹرکٹ کونسل کے چیئرمین کے لئے، کارپوریشن کے میئر کے لئے اور میونسپل کمیٹیوں کے سربراہ کے لئے بھی یہ چیز ضروری قرار دی جائے کہ وہ elected members کی total strength کا 51 فیصد ووٹ لے کر اس ادارے کا سربراہ بنے اور یہ نہیں کہ present ممبران کی majority سے بنے۔ یہ بہت ضروری ہے اور اس سے ہم کافی ساری قباحتوں، پریشانیوں اور خرید و فروخت سے بچ جائیں گے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ ان کو ہٹانے کے لئے ہم نے two third majority کی شرط رکھی ہے۔ مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آتی اس میں totally contradiction ہے کہ آپ کو elect ہونے کے لئے تو present لوگوں کی majority چاہئے لیکن اسی شخص کو ہٹانے کے لئے آپ کو two third majority چاہئے۔ ایسا نہیں ہونا چاہئے اس کو ہٹانے کے لئے بھی اگر وہ simple majority کا اعتماد کھو چکا ہے، چاہے وہ ادارہ میونسپل کمیٹی ہے، میونسپل کارپوریشن ہے یا ڈسٹرکٹ کونسل ہے۔ اگر وہ اپنے elected ممبران میں سے 51 فیصد لوگوں کا اعتماد کھو چکا ہے تو اس کے خلاف عدم اعتماد آ جانا چاہئے اور آپ لوگوں نے وہاں پر جو two third کی condition لگائی ہے میری تجویز ہے کہ two third کی بجائے simple majority سے select کیا جائے اور simple majority سے ہی ہٹایا جائے۔

جناب سپیکر! ایریا کی division کے لئے کلاز 6 ہے آپ نے اس میں عام پبلک سے suggestions اور objections مانگے ہیں اور اسے گورنمنٹ سنے گی۔ میری اس سلسلے میں گزارش ہے کہ جب آپ ایریا divide کر رہے ہوتے ہیں یا حلقہ بندیاں کر رہے ہوتے ہیں تو یہ بڑا احساس نوعیت کا مسئلہ ہوتا ہے۔ بجائے اس کے کہ اسے گورنمنٹ کے کسی افسر یا گورنمنٹ کی صوابدید پر چھوڑ دیا جائے میری تجویز ہے کہ at least ضلع کی سطح پر ایم پی ایز یا ایم این ایز رکھ لیں انہیں شامل کریں جب objections سنے جائیں یا objections پر فیصلہ کیا جائے تو اس تحصیل یا ضلع کے منتخب نمائندوں کو ضرور شامل رکھیں۔

جناب سپیکر! آپ نے جو ہیلتھ اور ایجوکیشن اتھارٹیز بنائی ہیں اس بل کے حساب سے تو یہ لگ رہا ہے کہ موجودہ حکومت کو شاید یہ احساس ہے کہ میونسپل، تحصیل یا ضلع level پر ہمارے جو نمائندے منتخب ہو کر آئیں گے ان میں اتنی قابلیت نہیں ہے کہ وہ ان اداروں کو handle کر سکیں یا یہ خدشہ ظاہر کیا جا رہا ہے کہ تعیناتیوں، تبادلوں اور مختلف معاملات پر کرپشن ہوتی ہے۔ اس میں میری گزارش ہے کہ اختیارات انہی اداروں کو دیئے جائیں جن کا حق بنتا ہے، ہم انتہائی ایمانداری سے یہ سمجھتے ہیں کہ تمام services جن میں ایجوکیشن، ہیلتھ اور میونسپل یہ لوکل گورنمنٹ کا حق ہے۔ اگر ہم اسے لوکل گورنمنٹ کہتے ہیں تو فراخدلی کے ساتھ انہیں یہ دے دینے چاہئیں۔ اس میں کرپشن اور کسی قسم کی بد دیانتی کا جو خدشہ ظاہر کیا جا رہا ہے تو ضلع level پر سپروائزری کمیٹی بنائی جا سکتی ہے اور اس کمیٹی میں ضلع کے منتخب ایم پی ایز کے ساتھ ضلع کے چیئرمین کو شامل کر لیں، میونسپل کمیٹیز یا میونسپل کارپوریشنز

کے چیئرمین پر مشتمل ایک ایسی کمیٹی بنادی جائے جو ہیلتھ اور ایجوکیشن کے معاملات کو supervise کرے لیکن ان کو چلانے کا اختیار صرف اور صرف لوکل گورنمنٹ کو دینا چاہئے۔ یہ ان کا حق ہے اور ہمیں یہ حق چھین کر بیوروکریسی کے حوالے نہیں کرنا چاہئے۔ اس کے بعد clause-7 میں division and reconstitution of any local government ہے میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اسے بھی دیکھنا چاہئے کہ اس میں totally صوابدیدی اختیار گورنمنٹ کو دے دیا ہے کہ وہ ایک گزٹ جاری کرے کہ وہ کسی بھی دو لوکل گورنمنٹ کو ملا دے یا کسی بھی ایک لوکل گورنمنٹ کو دو جگہ تقسیم کر دے اس کا بھی misuse ہونے کا احتمال ہے چونکہ اگر ان کی کسی ایک ایریا میں majority بنتی ہے تو وہ اس کو دو حصوں میں تقسیم کر کے ایک حصے کی لے لیں گے اور دوسرا حصہ دوسری طرف کر دیں گے لہذا میں سمجھتا ہوں کہ reconstitution اور divide کرنے میں صوابدیدی اختیارات نہیں ہونے چاہئیں بلکہ اس علاقے کے جو منتخب نمائندے آئیں گے ان کی مرضی سے ان کی consensus سے اگر وہ چاہیں تو reconstitution اور division ہونی چاہئے otherwise یہ صوابدیدی اختیار گورنمنٹ کے پاس نہیں ہونا چاہئے۔ یہ وہ چیزیں ہیں جو اس بل میں ہیں اگر ہم انہیں دور کر دیں تو یہ کافی بہتر ہو جائے گا۔ دوستوں نے خواہش کا اظہار کیا کہ ہم سارے لوگ مل کر اس بل کو مشترکہ طور پر پاس کر دیں تو اچھی بات ہو گی۔ خدا جانتا ہے کہ ہماری دلی خواہش ہے، ہم خلوص اور ایمانداری سے یہ سمجھتے ہیں کہ ہم متفقہ طور پر اس بل کو اسمبلی سے پاس کریں لیکن اس کے لئے ضرورت یہ ہے کہ ہمیں یہ دیکھنا ہو گا کہ آیا یہ بل جس مقصد کے لئے پیش کیا گیا ہے، جس کی وجہ سے پیش کیا گیا ہے کیا یہ اس مقصد کو پورا کرتا ہے یا نہیں؟ یہ بل آئین کی شق 140(A) جس کا ہم پچھلے دس دن سے رٹا لگائے ہوئے ہیں کیا یہ اس کی منشا پورا کرتا ہے یا نہیں؟ خدا گواہ ہے کہ اگر یہ بل اس کی روح کے مطابق اس کی منشا کو پورا کرتا ہو، اگر آپ لوگ انتظامی اختیارات، سیاسی اختیارات اور مالیاتی اختیارات ان منتخب نمائندوں کو دے دیں تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ متفقہ رائے سے اس بل کو پاس بھی کریں گے اور اس کا سارا credit حکومت کو دیں گے لیکن ہم نے دیکھنا یہ ہے کہ ہم اسے کہاں لے کر جا رہے ہیں؟ بطور اپوزیشن ممبر ہمیں اس میں جو problem نظر آ رہی ہے کہ حکومت نے وہی ڈی سی او، اے سی، ڈی سی، تھانہ اور پٹواری کے ذریعے سارے انتظامی اختیارات اپنے پاس رکھ لئے ہیں اور اس کا مقصد صرف اور صرف یہ ہے کہ عوام کو اسی تھانہ پٹواری کلچر میں رگڑا دیا جائے اور جو انتظامیہ کے معاملات ہیں وہ کسی صورت میں بھی grass roots level پر یا عام لوگوں کو نہ دیئے جائیں۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس کی وجہ شاید یہ ہے کہ حکومت کو یہ خوف ہے کہ شاید

ground پر جو رزلٹ ہے وہ ان کے حق میں نہ آئے اور وہ جنرل الیکشن جیسا کام نہ کر سکیں۔ہو سکتا ہے کہ اس level پر اگر منتخب نمائندے اپوزیشن سے یا ان کی سوچ کے نہ آئیں تو عوام ان کے ہاتھ سے نکل جائیں گے۔ خدا کے لئے ایسا نہیں ہے، ایسا کبھی نہیں ہے کہ آپ ڈنڈے کے ذریعے لوگوں کو کنٹرول کرنے کی کوشش کریں۔ آپ کب تک ایسا کریں گے، کب تک ایک تھانیدار، ایک پٹواری، ایک ڈی سی یا ڈی سی او کے ذریعے ان لوگوں کی لگامیں اپنے ہاتھ میں رکھنے کی کوشش کریں گے؟ ایسا نہیں ہو گا۔ ان کو اختیارات دو، ان کے جائز حقوق دو ہم آپ کے ساتھ ہیں، ہم آپ کے ساتھ مل کر اس بل کو پاس کریں گے صرف اور صرف اس صورت میں اگر آپ 140(A) کی منشا پوری کریں۔

جناب سپیکر! دوسری صورت میں آپ لوگ majority میں ہیں ایک گھنٹے میں بھی یہ بل پاس ہو سکتا ہے۔ ہم آپ کے مشکور ہیں کہ آپ ہمیں پھر بھی موقع دے رہے ہیں لیکن اگر یہ بل bulldoze کرنے کی کوشش کی گئی، اس بل کو عوام کی خواہشات کے خلاف، عوام کو جو مسائل درپیش ہیں انہیں مدنظر نہ رکھتے ہوئے صرف اپنی صوابدید پر، اپنی مرضی سے، اپنی سہولت کے لئے پاس کیا گیا تو ہم اس کی لڑائی سپریم کورٹ میں بھی لڑیں گے، ہم اس کی لڑائی عوام کے ساتھ گلیوں میں بھی لڑیں گے، ہم اس کی لڑائی اسمبلی کے اندر بھی لڑیں گے اور اسمبلی کے باہر بھی لڑیں گے لیکن انشاء اللہ ہماری کوشش ہو گی کہ وہ نوبت نہ آئے۔ہم جو چاہتے ہیں، حکومت جو چاہتی ہے مقصد ہے عوام کی خدمت کرنا اگر یہ اس کے مطابق کریں تو ہم ان کے ساتھ ہیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: عباسی صاحب! بہت شکریہ۔ جی، مہر محمد فیاض صاحب!

مہر محمد فیاض: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کا، وزیر بلدیات اور وزیر اعلیٰ صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جنہوں نے یہ موقع دیا کہ ہم لوکل باڈیز سسٹم کے بل پر بحث کر سکیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ تاریخ میں پہلی منتخب گورنمنٹ ہے جو اپنے اختیارات نچلی سطح پر منتقل کر رہی ہے۔ میں زیادہ لمبی بات نہیں کروں گا میری چند تجاویز ہیں کہ یونین کونسل کے ممبران کی تعداد پانچ رکھی گئی ہے وہ کم از کم 9 ہونی چاہئے۔ وائس چیئر مین اور چیئر مین یونین کونسل کے ممبران میں سے منتخب ہوں اور جو ضلع کونسل کا ممبر ہے وہ علیحدہ سے ایک یا دو یونین کونسل سے منتخب ہو اور وہ ضلع میں جا کر اپنی نمائندگی کر سکے۔ ہمارے ہاں واٹر سپلائی کا بہت بڑا مسئلہ ہے کہ کروڑوں روپے کی واٹر سپلائی کی سکیمیں بناتے ہیں انہیں چلاتے ہیں لیکن اس کے بعد ان کا کوئی پُرسان حال نہیں ہوتا۔اس بل میں بھی اس کا کوئی خاص ذکر نہیں ہے۔اس سلسلے میں میری تجویز ہے کہ واٹر سپلائی کا ایک علیحدہ ونگ بنا دیا جائے جو اس کی

اور اسے چلانے میں اور اس کی billing میں کردار ادا کر سکے۔اس کے علاوہ ہر یونین کونسل میں سیوریج اور صفائی وغیرہ کا جو انتظام ہے اس کے ذمہ دار اس یونین کونسل کے چیئرمین اور ممبران ہوں۔اس کے ساتھ ساتھ آج کل ہمارے ملک میں دہشت گردی کا بہت عنصر بڑھ گیا ہے۔ بی ڈی ممبر سے بہتر کوئی نہیں سمجھتا کہ ہمارے گاؤں، ہمارے محلے یا ہماری وارڈ میں کون بندہ باہر سے اجنبی آیا ہے، کدھر سے آیا ہے اور کس کے گھر رہا ہے اس لئے ہمیں یہ ذمہ داری بھی اُن لوگوں کو سونپنی چاہئے جو اپنے ارد گرد نظر رکھیں۔اس کے علاوہ بہت ضروری چیز یہ ہے کہ یہ الیکشن کروانے سے پہلے نئی حلقہ بندیاں ہونی چاہئیں اور ان حلقہ بندیوں کو پٹوار سرکل سے آزاد کرنا چاہئے کیونکہ آبادی کم ہوتی ہے اور پٹوار سرکل بہت دور تک جاتا ہے جس سے لوگوں کو بڑی مشکلات پیش آتی ہیں۔میں اس کے ساتھ آپ سے اجازت چاہوں گا۔شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔جی، جناب نذر حسین!

جناب نذر حسین: اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! آپ کا بہت بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے لوکل گورنمنٹ بل 2013 پر بات کرنے کا موقع عنایت فرمایا۔میں یہ سمجھتا ہوں کہ ملک کا کوئی بھی آئین، قانون، آرڈیننس، ایکٹ، رولز وریگولیشن یا کوئی ضابطہ ہو اُس کا بنیادی مقصد یہی ہوتا ہے کہ عام انسان تک اُس کے فوائد کس طرح پہنچتے ہیں یا عام آدمی کو اپنے معاشرے میں تحفظ کس طرح ملتا ہے یا ہماری سوسائٹی مجموعی یا انفرادی طور پر قواعد وضوابط کے ساتھ آگے بڑھتی ہے اور ہمارے اندرونی اور بیرونی معاملات اُس قانون کے تحت اس طور پر deal ہوتے ہیں، پنپتے ہیں اور آگے بڑھتے ہیں۔اس وقت لوکل گورنمنٹ بل 2013 جو زیر بحث ہے اس کا اصل مقصد یہ ہے کہ مقامی حکومتوں کا ایک ایسا ضابطہ بنایا جائے کہ جس کے تحت عام لوگوں کو اس کے فائدے پہنچیں اور اُن کو سہولت اور انصاف اُن کے گھر کے نزدیک ترین بہم پہنچایا جائے اور عام آدمی چاہے وہ rural area میں یا urban area میں رہتا ہے اُس کے دو ہی مسائل ہیں کہ اُس کے حقوق کا تحفظ ہو اور اُس کو ایک ضابطے کے تحت سہولتیں فراہم کی جائیں۔ اس لوکل گورنمنٹ کا ایک حصہ لوگوں کو development دینا، سہولتیں بہم پہنچانا یہ تو بہت واضح ہے لیکن اس کا دوسرا حصہ لوگوں کو سہولتیں بہم پہنچانے کے ساتھ ساتھ امن وسکون ہو، اُن کے حقوق اور جائیداد کا تحفظ فراہم ہو تو اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ ہمارے دیہی علاقوں میں خاص طور پر جو پرانا پنچایت سسٹم تھا جس کے تحت اُن کے چھوٹے چھوٹے مسائل جن کا تعلق گلی، نالی، کھڑکی، دروازے سے ہے اور اُس کا کوئی چھوٹا موٹا لین

دین ہے، اراضی کی حد بندی کا معاملہ ہے اور اُس حد بندی پر موجود درختوں کے جتنے بھی چھوٹے معاملات ہیں ان کو بہتر طریقے سے مقامی حکومتوں کے اپنے پنچایتی سسٹم کے ذریعے آسانی سے حل کیا جا سکتا ہے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یونین کونسل کی جو formation ہے اس کے ممبر پانچ، سات، نو یا گیارہ ہوں اس کی ایک الگ بحث ہے کہ وہ ممبر کتنے ہونے چاہئیں لیکن ہر وارڈ میں ایک فعال پنچایتی سسٹم ہونا چاہئے تاکہ لوگ اپنے ان معاملات کے لئے اُن کو خود بھی approach کر سکیں یا اگر وہ پنچایت یہ سمجھتی ہے کہ کسی کے مابین کوئی تنازع یا جھگڑا ہے تو اُن کو اس کا از خود نوٹس لینے کا بھی اختیار ہونا چاہئے۔ یہی چھوٹے جھگڑے بڑے جرائم، بڑی وارداتوں اور معاشرے میں بدامنی کی وجوہات کا پیش خیمہ ثابت ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ ہمارے دیہی لوگ گاؤں میں اور برادریوں میں بیٹھ کر حقائق پر بات کرتے ہیں اور حقائق تسلیم کرتے ہوئے فیصلے مانتے بھی ہیں البتہ جب وہی بات تھانوں یا کچہری میں جاتی ہے تو وہ صحیح حقائق بیان کرتے ہیں، نہ ہی وہ معاملہ ایک درست سمت میں جا سکتا ہے تو اُن کو امن وامان پہنچانے، اُن کی جائیداد، جان ومال کا تحفظ کرنے کے لئے انہی لوکل کونسلوں کے تحت پنچایتی سسٹم کو مؤثر اور فعال کیا جائے تاکہ ہمارے یہ مسائل حل ہوں اور اس کے ساتھ ساتھ ہی امن وامان کے جو دیگر مسائل ہیں، جو لوگ مجرمانہ ذہنیت رکھتے ہیں اور وہ اسی کے تحت معاشرے میں جرائم کرنے کی منصوبہ بندی کرتے ہیں تو یہی ہمارے پنچایتی ممبران اُن کی نشاندہی کریں، ان کا انتظامیہ اور انٹیلی جنس اداروں سے ڈائریکٹ رابطہ ہو تاکہ اُن کے منصوبے کو مکمل کرنے سے پہلے اُن کی آگاہی ہو جائے اور وہ واردات کرنے سے پہلے اُن کی نشاندہی ہو سکے اور معاشرے میں امن وسکون قائم ہو سکے۔ اگر ہم نے یہی پنچایتی سسٹم قائم کرنا ہے تو میری یہ گزارش ہے کہ چیئرمین اور وائس چیئرمین یونین کونسل سے نیچے کے الیکشن غیر جماعتی ہونے چاہئیں تاکہ اُن لوگوں کا تعلق کسی جماعت سے نہ ہو۔ وہ ایسے لوگ منتخب ہوں جو سب کے لئے قابل قبول اور اہل ہوں تاکہ وہ لوگوں کے مسائل حل کر سکیں۔ چیئرمین و وائس چیئرمین کا الیکشن چاہے یونین کونسل کا ہو، ضلع کونسل کا ہو، میٹروپولیٹن کارپوریشن ہو، میونسپل کارپوریشن ہو اُن کے الیکشن جماعتی بنیاد پر ہو جائیں تاکہ آگے چل کر وہ معاشرے کے لئے مؤثر افادیت پیدا کر سکیں۔

جناب سپیکر! اس میں میری دوسری گزارش یہ ہے کہ ہمارے کچھ دیہات ایسے ہیں جو پہلے ٹاؤن کمیٹی ہوا کرتے تھے۔ 1979 ایکٹ کے تحت بھی ٹاؤن کمیٹی تھی حتیٰ کہ 1962 میں بھی ٹاؤن کمیٹی تھی انہوں نے وہاں پر اپنے مکمل ضابطہ کار ترتیب دیئے ہوئے ہیں، وہاں گلیاں اور سڑکیں ایک نقشے اور

طریق کار کے مطابق ہیں۔اس کے علاوہ اُن کے مکانوں، دکانوں، چھجے اور تھڑوں پر مکمل ٹیکس ہیں لیکن اگر ان کی آبادی 50ہزار سے کم ہے تو گورنمنٹ نے ایک provision تو رکھی ہوئی ہے کہ اگر آبادی کم بھی ہو تو وہ گورنمنٹ کی صوابدید ہے کہ وہ اُسے میونسپل کمیٹی declare کر سکتے ہیں تو میری گزارش یہ ہے کہ اگر اُن کی آبادی کم ہے تو as a rule جیسے 1962 یا 1979 میں جو ٹاؤن کمیٹیاں تھیں تو اُن کو لازمی طور پر ٹاؤن کمیٹی بنایا جائے چونکہ وہاں پر اُن کی ایک establishment ہے۔آبادی کم ہے تو پھر بھی وہاں پر ٹاؤن کمیٹی بنائی جائے چونکہ وہاں اُن کے by laws ہیں، اُن کا طریق کار ہے، اُن کے نقشے ہیں اور وہ بڑی ترتیب سے چل رہے ہیں۔ اگر آج اُن کی آبادی کم ہونے کی وجہ سے ہم اُس کو یونین کونسل کر دیں گے تو گلی کی ترتیب رہے گی، وہاں پارکوں کی ترتیب رہے گی نہ ہی بازار اور راستے صحیح طریقے سے maintain ہو سکیں گے۔اُن کا sanitation system، اُن کا صفائی اور واٹر سپلائی کا سسٹم ٹاؤن کمیٹی اور تحصیل میونسپل کمیٹی کی ایڈمنسٹریشن کنٹرول کر رہی ہے تو جو پہلے ٹاؤن کمیٹیاں تھیں اگر آبادی کم بھی ہو تو اُن کو لازمی ٹاؤن کمیٹیاں رہنا چاہئے تاکہ اُن کی جتنی بھی کارکردگی ہے وہ بہتر طریقے سے ہو سکے۔

جناب سپیکر! میری تیسری گزارش یہ ہے کہ ضلع کونسل میں ایجوکیشن اور ہیلتھ کی کمیٹیوں میں تجویز کیا گیا ہے کہ اُن کے سربراہان باہر سے نامزد ہو جائیں۔بہتر تو یہ ہے کہ ایجوکیشن اور ہیلتھ کے چیئرمین بھی ایوان کے اندر سے الیکشن کے ذریعے منتخب ہوں اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو پھر اگر وہ nomination ہی ہے تو پھر ایوان کے اندر کے ممبران چاہے وہ یونین کونسل کے ہیں یا ممبر ضلع کونسل ہیں اُن میں سے کسی کو نامزد کیا جائے تاکہ وہ ایجوکیشن یا ہیلتھ کمیٹی کا چیئرمین ہو۔اس سلسلے میں، میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ ادارے اتنی اہمیت کے حامل ہیں تو ان کے قواعد وضوابط مکمل کرتے وقت یہ دیکھا جائے کہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کی نمائندگی ہو، موثر نمائندگی ہو اور اُن کے ذریعے عام لوگوں تک یہ سہولیات بہم پہنچائی جا سکیں۔ شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں اس بات کے اوپر خوشی کا اظہار کرتا ہوں کہ دو روز پہلے میں نے یہاں پر point of order raise کیا تھا کہ اختر رسول صاحب جو ہاکی فیڈریشن کے ایک ذمہ دار عہدیدار ہیں انہوں نے ایک کھلاڑی شکیل عباسی کو ٹریننگ کیمپ سے فارغ کر دیا تھا کہ وہ روزہ رکھ کر کیوں آئے تھے کہ اس سے ٹریننگ hamper ہوتی ہے۔یہ point of order raise ہوا، الحمدللہ

انہوں نے perceive کیا، انہوں نے معافی بھی مانگی اور شکیل عباسی کو ٹریننگ کے لئے واپس بُلوالیا تو اس حوالہ سے یہ ایک اچھا gesture ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ مجھے آج یہ Point of Order raise کرنا ہے کہ دو روز سے اخبار کے اندر ایک خبر آ رہی ہے کہ یہاں ایک Oasis Club ہے اور پرسوں کے اخبار کے اندر دکھایا گیا تھا کہ نیم برہنہ خواتین ڈانس کر رہی ہیں۔ میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ ماہِ مبارک ہے میں اس معاملہ پر حکومت پر تنقید نہیں کرنا چاہتا ظاہر ہے بہت بڑا صوبہ ہے اور ہر جگہ پر معلومات رکھنا مشکل ہوتا ہے لیکن میں اس Point of Order کے ذریعے سے حکومت کو ضرور متوجہ کروں گا کہ جس علاقے کے اندر بھی یہ کلب ہے اور جہاں پر اس طرح کے نیم برہنہ ڈانس دکھائے جا رہے تھے وہاں کے ایس ایچ او کو direction دی جائے کہ اُس کا نوٹس لے اور اگر کوئی بے ضابطگی ہے تو ایسے کلب کا لائسنس منسوخ کیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ اس معاملہ پر in writing وزیر قانون صاحب کو دے دیں وہ اسے چیک کرا لیں گے۔ جی، میاں مناظر حسین رانجھا صاحب!

میاں مناظر حسین رانجھا: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے وقت عنایت کیا۔ میں سب سے پہلے وزیر اعلیٰ پنجاب اور وزیر قانون کو مبارکباد دینا چاہتا ہوں کہ جنہوں نے اسمبلی کے اندر ایک نئی روایت کا آغاز کیا ہے۔ یہاں پر قانون سازی ہر دور میں ہوا کرتی تھی لیکن جس انداز سے اس لوکل گورنمنٹ کے بل کو عوام، تمام ممبران اور اپوزیشن کے سامنے رکھا گیا ہے اور جس انداز سے اس کو منظور کرانے کے لئے طریق کار اختیار کیا گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ قابل ستائش ہے۔ میں وزیر قانون صاحب سے یہ توقع کرتا ہوں کہ انھوں نے جس صبر و تحمل اور دانشمندی کا مظاہرہ اس لوکل گورنمنٹ بل کے حوالے سے کیا ہے اور ایک روایت قائم کی ہے تو ان کی یہ روایت ہمیشہ قائم دائم رہنی چاہئے نہ کہ ایک مخصوص حد یا مخصوص وقت تک رہنی چاہئے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! پنجاب اسمبلی کا ماحول اللہ کرے بہتر رہے، ہم اپوزیشن کو بھی ساتھ لے کر چلیں اور حزب اقتدار کے لوگوں کو بھی ساتھ لے کر چلیں۔ ہر قانون سازی میں ہمارے معزز ممبران کا بھی کردار ہونا چاہئے اور وہ اپنی بات ایوان اقتدار تک پہنچا سکیں۔

جناب سپیکر! میں اس حالیہ بل کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا کہ اس لوکل گورنمنٹ بل میں سب سے پہلے بنیادی اکائی یونین کونسل ہے۔ یونین کونسل ایسا بنیادی اور حساس ادارہ ہے جسے ہمارے دیہی علاقوں میں یا شہری علاقوں میں سٹی کونسل یا village کونسل کا نام دے دیں۔ بہر حال نام

کی تبدیلی سے کوئی فرق نہیں پڑتا اصل فرق تو فرائض اور کام کرنے کی رفتار یا صلاحیت سے پڑتا ہے۔ میری یہ استدعا ہے کہ یونین کونسل بہت اہم ادارہ ہے جو سیاسی اداروں کی نرسری ہے۔ اس کے ذریعے سے جو لوگ آتے ہیں وہ سیاست کی اے بی سی سیکھتے ہیں۔ ان کو پتا چلتا ہے کہ سیاست کیسے کی جاتی ہے۔ ہمارے ہاں سیاسی اداروں میں جانے کے لئے ایسے ادارے موجود نہیں کہ جہاں سے ٹریننگ حاصل کی جا سکے، جہاں سے لوگ educate ہو سکیں یا تربیت حاصل کر سکیں اور سیاسی اداروں میں یا اسمبلیوں میں جا کر اپنا اہم کردار ادا کر سکیں۔ یہ بلدیاتی ادارے ہی ہیں کہ جہاں سے لوگ منتخب ہو کر آتے ہیں اور اپنا کردار ادا کرتے ہیں اس کے بعد جب وہ اسمبلی میں آتے ہیں تو ان کے کام کرنے کی صلاحیت میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ مجھے بھی یہ اعزاز حاصل ہے کہ میں نے بھی اپنی سیاست کا آغاز بی۔ ڈی اور یونین کونسل کے ممبر کی حیثیت سے کیا تھا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ بلدیاتی اداروں کا ملکی سیاست میں بہت اہم اور بڑا کردار ہے اس لئے ہمیں اس کو اہمیت دینی چاہئے۔ میں یونین کونسل کے حوالے سے بات کر رہا ہوں کہ ہمارے بل میں یہ فرمایا گیا ہے کہ اس کے پانچ ممبر ہوں گے میری یہ درخواست ہو گی کہ اس تعداد میں اضافہ کرنا چاہئے، اس میں سات یا نو ممبر یقیناً ہونے چاہئیں کیونکہ کوئی گاؤں بڑا ہوتا ہے اگر تھوڑے ممبران ہوں گے تو بڑے گاؤں کے لوگوں کو زیادہ استحقاق مل جائے گا اور چھوٹے گاؤں کے لوگوں کا استحقاق مجروح ہو گا۔ اس کے علاوہ یونین کونسل کی آبادی کم از کم بیس سے تیس ہزار تک ہونی چاہئے کیونکہ جب ایک یونین کونسل بڑی ہو گی تو اس میں سارے لوگ participate کر سکیں گے، اس کا ناظم چیئرمین ہو گا وہ اپنا کردار اچھے انداز سے ادا کر سکے گا اور پڑھے لکھے اچھے لوگ آگے آئیں گے جس سے اس کیمونٹی کا فائدہ ہو گا۔

جناب سپیکر! یہاں ٹاؤن کمیٹی کے حوالے سے بات کی گئی ہے تو میں ماضی کی بات کرنا چاہوں گا کہ ہمارے ضلع سرگودھا میں کئی ایسی ٹاؤن کمیٹیاں تھیں جو بنائی گئیں لیکن ان لوگوں نے وسائل نہ ہونے کی وجہ سے بلدیاتی الیکشن کا بائیکاٹ کیا اور انہوں نے الیکشن میں حصہ نہیں لیا۔ ان کا مطالبہ یہ تھا کہ ٹاؤن کمیٹی کو ختم کیا جائے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ٹاؤن کمیٹی کے as such اپنے وسائل نہیں ہوتے وہ عوام کو سہولتیں فراہم نہیں کر سکتی، اس کو گورنمنٹ کی طرف سے گرانٹ نہیں ملتی اور اس کو ایک خود مختار ادارہ بنا دیا جاتا ہے لیکن اس کے پاس اتنے وسائل نہیں ہوتے کہ وہ اپنے لوگوں کو فائدہ پہنچا سکے، ان کے ترقیاتی کام کرا سکے یا اپنا سٹریٹ لائٹس اور sanitation کا نظام ہی بہتر کر سکے۔ وہ بالکل ایک helpless ادارہ بن جاتا ہے جس کے پاس تنخواہیں دینے کے لئے بھی وسائل نہیں

ہوتے۔ اس میں گورنمنٹ اس کو اتنا طاقتور کرے اور گرانٹ دے، وسائل دے تاکہ وہ اپنے علاقے کے لوگوں کو اچھے طریقے سے سہولتیں باہم پہنچا سکے۔ اگر ایسا ہو تو پھر ٹاؤن کمیٹی بن جائے تو قطعاً کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہئے لیکن اگر اس کو ایک خود مختار ادارہ بنائیں گے اسے وسائل خود generate کرنے کے لئے کہیں گے تو پھر ٹاؤن کمیٹی بالکل نہیں چل سکے گی وہ ناکام ادارہ ہوگا اور عوام پر ایک ایسا بوجھ ہوگا جو عوام کے لئے تو کچھ نہیں کر سکے گا لیکن جو ملازم ہوں گے وہ صرف تنخواہیں ہی وصول کر کے اپنے اپنے گھروں کو چلے جائیں گے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میونسپل کمیٹی کی بات کی گئی ہے، سیاسی حکومتوں میں چھوٹے چھوٹے تحصیل ہیڈکوارٹر بن گئے ہیں ان کو میونسپل کمیٹی کا درجہ دینا چاہئے اس کو ٹاؤن کمیٹی کا درجہ نہیں ملنا چاہئے اگر اس کی آبادی criteria کے مطابق نہیں پھر بھی اس تحصیل ہیڈکوارٹر کو میونسپل کمیٹی کا درجہ دینا چاہئے۔

جناب سپیکر! میونسپل کارپوریشن، میٹروپولیٹن کارپوریشن یا ضلع کونسل کی بلدیاتی اداروں میں انتہائی اہمیت ہے۔ یونین کونسل سیاست کی نرسری ہے اس کو اہمیت دینی چاہئے لوکل گورنمنٹ کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ مقامی مسائل مقامی سطح پر ہی حل ہوں جب ہم اس تصور کو بُھلا دیں گے یا چھوڑ دیں گے تو پھر ہم وہ مقصد حاصل نہیں کر سکیں گے جس کے لئے ہم ان بنیادی اداروں کو تخلیق کر رہے ہیں یا بنا رہے ہیں۔ ہم جب عوام کو ان کی دہلیز پر سہولیات نہیں پہنچائیں گے، ان کے مسائل کو حل کرنے کے لئے ان کے اپنے علاقوں میں ایسا نظام وضع نہیں کریں گے کہ وہ اپنی تکلیف کے ازالہ کے لئے شہروں میں جائیں، اپنے ایم پی اے اور ایم این اے کے پاس جائیں یا کوئی اور سہارا حاصل کریں تو پھر ہم یہ مقصد پورا نہیں کر سکیں گے جس کے حصول کے لئے ہم ان بلدیاتی اداروں کا قیام عمل میں لا رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ٹیکنیکل باتوں کے لئے ہم نے اپنے ساتھیوں سے درخواست کی ہے کہ ڈھلوں صاحب کی قیادت میں جو کمیٹی بنی ہے ہم اس کے پاس حاضر ہو کر اپنی رائے کا اظہار کریں گے لیکن یہاں پر صرف اتنی بات کرنی ہے کہ اس قانون کی افادیت کو سمجھا جائے اور اس کی بنیادی ضرورت کو سمجھا جائے۔ جب تک اس قانون کی بنیادی ضرورت کو نہیں سمجھا جائے گا اس وقت تک ہمیں احساس نہیں ہوگا کہ ہم نے اس قانون کے ذریعے سے دیہاتوں اور شہروں میں بسنے والے لوگوں کے مسائل مقامی سطح پر حل کرنے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت تک اس کا کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر! میں ایک ضروری بات کرنا چاہتا ہوں کہ ماضی میں ہم نے دیکھا ہے، یہاں آج تو ہم بڑی محبت اور چاہت سے بلدیاتی اداروں کا اظہار کر رہے ہیں کہ بلدیاتی ادارے قائم کرنے چاہئیں لیکن جب بلدیاتی ادارے قائم ہو جائیں گے تو اس وقت ہم دیکھیں گے کہ ایم پی ایز، ایم این ایز اور بلدیاتی اداروں کے درمیان سرد جنگ کا آغاز ہو گا وہ بھی انشاء اللہ تعالیٰ ہم سب کے سامنے ہو گا۔ میں نے خود دیکھا ہے کہ ایک چوکیدار کی ٹرانسفر کے لئے بھی چیف منسٹر کا ڈائریکٹو جاری ہوتا تھا، ایک پٹواری کی ٹرانسفر کے لئے چیف منسٹر کا ڈائریکٹو جاری ہوتا تھا لیکن ڈائریکٹو کے باوجود پٹواری کی ٹرانسفر ہوتی تھی اور نہ ہی چوکیدار کی ٹرانسفر ہوتی تھی۔ میری اپنے معزز اکابرین جو اس قانون کو بنا رہے ہیں ان سے درخواست ہو گی کہ ایم پی اے، ایم این اے اور بلدیاتی ادارے کے درمیان ایک coordination کا سسٹم بنانا چاہئے تاکہ ایسا نہ ہو کہ ایک سرد جنگ کا آغاز ہو جائے۔

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! کمیٹی بنی ہوئی ہے آپ اس میں تجاویز دیں۔ انشاء اللہ سرد جنگ شروع نہیں ہو گی اور امید ہے کہ بہتری ہو گی۔

میاں مناظر حسین رانجھا: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ آپ کا مقصد یہ ہے کہ میں اپنی بات ختم کروں۔

جناب قائم مقام سپیکر: نہیں، نہیں۔ آپ بات کیجئے۔

میاں مناظر حسین رانجھا: جناب سپیکر! ہم ڈھلوں صاحب کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی رائے کا اظہار کریں گے اور امید ہے کہ وہ انشاء اللہ تعالیٰ اس پر عمل بھی کریں گے۔ میں اپنے اکابرین سے صرف یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ اس قانون کو بنانے میں عُجلت سے کام نہ لیا جائے اس پر غور و فکر کیا جائے کیونکہ یہ قانون ایک دن کے لئے نہیں بنا کرتے، ایک عرصہ یا ایک نسل کے لئے نہیں بنا کرتے بلکہ یہ آنے والی نسلوں کے لئے بھی قانون ہے۔ آج حالات کچھ اور ہوں گے لیکن آنے والے وقت میں ہمارے حالات کچھ اور ہوں گے۔ ہماری آنے والی نسلیں بھی اسی قانون سے استفادہ کریں گی اس لئے میری حکومت اور حکومتی ساتھیوں سے درخواست ہو گی کہ اس قانون کو موجودہ اور آنے والی نسلوں کے لئے بنائیں تاکہ کل کو وہ نسلیں ہم پر فخر کر سکیں کہ ہم نے ایسا قانون وضع کیا تھا جو اگلے چالیس پچاس سالوں کے لئے بہتر ہے لہذا میری آپ سے استدعا ہے کہ اس قانون کو اس انداز سے پیش کریں تاکہ پنجاب کے کروڑوں لوگ جن کی نظریں ہماری طرف اٹھ رہی ہیں جو یہ چاہتے ہیں کہ ہم ایسا نظام وضع کریں جو ہمارے مقامی مسائل کو مقامی سطح پر حل کر سکے۔ ان لوگوں کی جو امیدیں اور توقعات پنجاب اسمبلی اور اس حکومت کے

ساتھ وابستہ ہیں میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو پورا کرے۔ میں آخر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے وقت دیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو عزت دے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: میاں صاحب! بہت شکریہ۔ میاں محمد اسلام اسلم صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ راجہ محمد علی صاحب!

راجہ محمد علی: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے Local Bodies Bill پر بات کرنے کا موقع عطا فرمایا۔ میں چند ایک گزارشات ایوان کے سامنے پیش کروں گا۔ اس Bill کی composition کے حوالے سے سب سے پہلے U.C level پر میری تجویز ہو گی کہ جنرل کونسلر اور مخصوص نشستوں کی تعداد کو بڑھایا جائے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو مقامی سطح پر خدمت کرنے کا موقع مل سکے۔ ساتھ ہی ساتھ میں ضروری سمجھتا ہوں کہ وارڈ سسٹم ہونا چاہئے کیونکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ سابقہ تجربات کی روشنی میں ایسے ہوتا تھا کہ دیہی علاقوں میں زیادہ آبادی والے دیہاتوں کو نمائندگی مل جاتی تھی اور تھوڑی آبادی والے دیہات اپنی نمائندگی سے محروم رہ جاتے تھے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ وارڈ سسٹم نہایت ضروری ہے۔ اگر وارڈ سسٹم میں تعداد زیادہ ہو گی تو اس سے combine effect ایسا ملے گا جس میں بھرپور طریقے سے پوری یونین کونسل میں تمام آبادیوں کو نمائندگی مل سکے گی۔ Reserve seats کے حوالے سے indirect الیکشن کی تجویز زیر غور ہے تو میری یہ تجویز ہے کہ direct الیکشن ہوں تاکہ favouritism کو پروان نہ چڑھایا جائے اور اس کے بدلے میں حقیقی نمائندگان سامنے آئیں جن کو معلوم ہو کہ ہم نے کیا performance دینی ہے اور کن کو دیکھنا ہے کیونکہ اکثر یہ ہوتا ہے کہ اگر indirect الیکشن ہو گا تو وہ لوگ جنہوں نے اُن کو منتخب کیا ہے ان کو خوش کرنے کے چکر میں رہیں گے اور عوام کو بھول جائیں گے۔ لوکل گورنمنٹ کا اصل مقصد یہ ہے کہ لوگوں کو relief ملے اور ان کے مسائل حل ہوں۔ مخصوص نشستوں سمیت جو لوگ direct elect ہو کر آئیں گے وہ عوام کو relief دینے کے لئے اس لئے سوچیں گے تاکہ آئندہ جب وہ انتخابات میں جائیں تو عوام ان کی پذیرائی کر سکے۔

جناب سپیکر! میں آخر میں یہ کہوں گا کہ اس Bill میں تجویز دی گئی ہے کہ یونین کونسل کا چیئرمین بلحاظ عہدہ ڈسٹرکٹ کونسل کا ممبر بھی بن جائے گا۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے آپ ایک قانون پاس کر دیں کہ ایک ایم پی اے بلحاظ عہدہ ممبر قومی اسمبلی بھی بن جائے۔ جس طرح قومی اسمبلی اور صوبائی اسمبلی کے اپنے اپنے دائرہ کار ہیں بعینہٖ یونین کونسل اور ڈسٹرکٹ کونسل کے اپنے اپنے دائرہ کار ہیں اور ان کے

اپنے اپنے functions ہیں لہذا میری یہ تجویز ہو گی کہ یونین کونسل کا چیئرمین اپنی تمام تر توانائیاں اور توجہ یونین کونسل پر ہی دے اور لوگوں کو relief دینے پر اپنی توجہ مرکوز کرے۔ ڈسٹرکٹ کونسل کی سطح پر ایک direct elected representative ہو جو اپنی یونین کونسل کو ضلعی سطح پر represent کرے۔ سابقہ لوکل گورنمنٹ کے سسٹم کو سامنے رکھتے ہوئے اور ان کے تجربات کی روشنی میں دیکھیں تو اکثر ناظمین نے یہ کہا تھا کہ ہماری تعداد ڈسٹرکٹ اسمبلی میں اس قدر زیادہ ہوا کرتی تھی کہ وہاں پر بیٹھنے کی گنجائش بھی نہ تھی، ہوٹل میں یا شامیانے لگا کر ڈسٹرکٹ کونسل کی اسمبلی اپنا کام کرتی تھی، کسی کو کوئی سمجھ نہیں آتی تھی کہ کوئی کیا بات کر رہا ہے، کچھ سنائی نہیں دیتا تھا اور ایک مچھلی منڈی کا سماں ہوتا تھا لہذا اس سلسلے میں میری یہ خواہش اور تجویز ہو گی کہ پچھلا جو لوکل باڈی سسٹم تھا اس سے پہلے رائج لوکل باڈیز کے تحت دو یونین کونسلوں پر ایک ڈسٹرکٹ کونسل کا ممبر elect ہوتا تھا اس لئے اگر آپ مناسب سمجھیں تو اس کو adopt کر لیا جائے لیکن اگر آپ اس کی تعداد وہی برقرار رکھنا چاہتے ہیں تو بے شک آپ ایک یونین کونسل پر ایک ممبر ڈسٹرکٹ کونسل elect کروائیں۔ یہ دو علیحدہ علیحدہ کونسلیں اور functions ہیں لہذا اس کو ایک جگہ جمع نہ کرائیں۔ میں انہی الفاظ کے ساتھ آپ کا ایک بار پھر شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔

جناب قائم مقام سپیکر: راجہ صاحب! بہت شکریہ۔ ڈاکٹر عائشہ غوث صاحبہ!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ چودھری علی اصغر منڈا (ایڈووکیٹ)!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ)!

جناب محمد آصف باجوہ (ایڈووکیٹ): بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ جس طرح پورے ایوان میں حکومتی بنچوں اور اپوزیشن پارٹیوں کی طرف سے مخصوص سیٹوں اور خواتین کے متعلق باتیں ہوتی رہیں تو میں حیران ہوں کہ پتا نہیں ہم کس کو راضی کرنے کی خاطر خواتین کی مخصوص سیٹوں اور باقی reserve seats کے لئے باتیں کرتے ہیں؟ میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ پوری دنیا میں یعنی USA, UK، فرانس اور آسٹریلیا میں ایسی کوئی جمہوریت نہیں ہے جہاں پر reserve seats ہوں۔ یہ پاکستان میں ہی ایک ایسا نظام ہے جہاں پر reserve seats یا غیر مسلم کو سیٹیں دی گئی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایک بھی سپیشل سیٹ نہیں ہونی چاہئے۔ فرض کریں کہ آپ ایک یونین کونسل میں ایک خاتون یا دو خواتین کو بطور سپیشل سیٹ لے کر آ جاتے ہیں تو ان کا کیا کردار ہوتا ہے اور ان کی کیا constituency ہے؟ اگر یونین کونسل میں ایک وارڈ پر کونسلر ہوتا ہے تو وہ اپنی وارڈ میں جوابدہ ہے لیکن اگر آپ وہاں پر سپیشل سیٹ پر خواتین کو لے کر آ جائیں گے تو ان خواتین کا کیا کردار

ہو گا؟ میں سمجھتا ہوں کہ اگر کسی نے اس سیاسی نظام کا حصہ بننا ہے تو اس کو الیکشن کا حصہ بننا چاہئے اور اس کو عوام سے ووٹ لے کر آنا چاہئے کیونکہ پوری دنیا میں کہیں بھی خواتین اور اقلیتوں کے لئے کوئی بھی سیٹ نہیں ہے۔UK میں پاکستان کے چودھری سرور صاحب اور دوسرے دوستوں نے کبھی بھی وہاں اقلیتوں کی سیٹ پر حصہ نہیں لیا بلکہ وہ direct الیکشن لڑ کر ان کی پارلیمنٹ میں گئے ہیں۔ میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ سپیشل سیٹوں اور نان مسلم سیٹوں کا سلسلہ ختم کرنا ہو گا کیونکہ جب تک ہماری خواتین مائیں بہنیں direct الیکشن لڑ کر نہیں آئیں گی اس وقت تک وہ اس سسٹم کا حصہ نہیں بن سکیں گی۔ میں اب گزارش یہ کرنا چاہوں گا کہ اپوزیشن کی طرف سے کہا گیا اور آئین کے Section 140 میں بھی لوکل گورنمنٹ کا ذکر ہے اگر تو اقتدار grass roots level پر آنا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بہتر Bill نہیں ہو سکتا۔ اس Bill میں ہیلتھ اتھارٹی، ایجوکیشن اتھارٹی اور پنچایت کا جو سسٹم ڈالا گیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اس بلدیاتی الیکشن کے بعد grass-roots level پر یہ اقتدار عوام کے ہاتھ میں آ جائے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ میں دو تین تجاویز دینا چاہوں گا۔ ایک تجویز تو یہ ہے کہ یہ جو سسٹم ہے یعنی جو بلدیاتی الیکشن ہونا ہے تو یہ غیر جماعتی بنیادوں پر ہونا چاہئے کیونکہ اگر ایک کونسلر اپنی وارڈ میں الیکشن لڑ کر کسی پارٹی میں آ جاتا ہے تو وہ اپنی پارٹی کی وہ گلیاں بنائے گا جو اس کی پارٹی سے متعلقہ لوگوں کی ہوں گی اور وہ اس گلی کو نہیں بنانا چاہے گا جہاں پر اس کے مخالف ہوں گے۔ اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ غیر جماعتی بنیادوں پر یہ الیکشن ہونا چاہئے تاکہ عوام کو لڑائی جھگڑے سے بچایا جا سکے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ ایک ہی یونین کونسل میں دس آدمیوں کو منتخب نہیں ہونا چاہئے، اگر ہم یونین کونسل کو آٹھ کونسلر دینا چاہتے ہیں تو ہمیں آٹھ وارڈز بنانی ہوں گی کیونکہ جو بھی کونسلر کسی وارڈ سے منتخب ہو کر آئے گا تو اسے پتا ہو گا کہ یہ میری وارڈ ہے اور میں نے یہاں پر ترقیاتی کام کروانے ہیں۔ اگر ایک ہی آدمی کو لائیں گے تو اسے پتا ہی نہیں ہو گا کہ وہ کسے جوابدہ ہے اور اس کی کوئی ذمہ داری نہیں ہے جیسے سپیشل سیٹوں پر خواتین آتی ہیں تو ان کی کیا ذمہ داری ہے اور انہوں نے کیا کرنا ہے، کس کو جوابدہ ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اسی لحاظ سے وارڈ سسٹم ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! دیہی علاقوں میں یونین کونسل کے لئے ایک نظام یعنی پٹوار سرکل ریونیو سٹیٹ کے اوپر ہونا چاہئے۔ ہو سکتا ہے کہ اس کی آبادی کہیں 30 ہزار یا کہیں 25 ہزار ہو لیکن یہ depend کرتا ہے کہ اگر ہم ایک پٹوار سرکل کو لے آئیں گے تو پوری تحصیل کا نظام درست طریقے سے چلایا جا سکے گا۔ فرض کریں کہ ایک پٹوار سرکل میں 20 ہزار کی آبادی ہے اور دوسری میں 40 ہزار ہے تو ہمارے پاس

کیا قانون ہو گا اور کیا criteria ہو گا کہ ایک یونین کونسل کو کتنا بڑا کریں تو یہ ممکن نہیں ہے۔ اگر ہم نے اسے ایک جگہ پر لے کر آنا ہے تو ہمیں پٹوار سرکل کے لئے سوچنا ہو گا۔

جناب سپیکر! تیسری بات یہ ہے کہ جس طرح یونین کونسل کے بعد municipality یعنی میونسپل کمیٹی ہے، ہر جگہ یونین کونسل کو involve نہیں کیا جانا چاہئے اور یہ کوئی ضروری بھی نہیں ہے کہ ایک ہی جگہ پر ہر آدمی کا نام ایک ہی ہو۔ یونین کونسل کی اپنی یونین کونسل ہو سکتی ہے اور جو municipality ہے اس کا نام میونسپل کمیٹی ہو سکتا ہے۔ میونسپل کمیٹی میں صرف اور صرف شہری علاقے ہوں اور اس کا بھی وارڈ سسٹم ہو اور ہر وارڈ میں ان کا علیحدہ علیحدہ area ہو جو تقریباً آٹھ سے دس ہزار تک لوگوں پر مشتمل ہو اور آٹھ سے دس ہزار تک کی آبادی پر ایک کونسلر کی ایک وارڈ ہونی چاہئے اور وہ جو وارڈ میں ہوں وہ وارڈ کو نسلر کو منتخب کریں۔ پھر وہ ان میں سے ہی ایک کو وائس چیئرمین اور ایک کو چیئرمین منتخب کر لیں۔

جناب سپیکر! میں اس کے ساتھ ساتھ ایک مزید تجویز دینا چاہتا ہوں کہ دیہی یونین کونسل کا نام village council ہونا چاہئے اور جو شہر میں ہو اس کا نام city council ہونا چاہئے۔ بہت شکریہ

جناب قائم مقام سپیکر: بہت شکریہ۔ آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے۔ اب اجلاس بروز جمعرات مورخہ یکم اگست 2013 کی صبح 10 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔